

1186

1184

الحسنة وجعل الاستغفار
الاستغفار

الغمام خريداران صلاح

بسم الله الرحمن الرحيم

الحجامة

١١٨٦

عن افادات بحج السنه وخرج الشريعت
قايوم البديعة طاهر الملة والدين سيد المحققين
فخر الحكماء الاميرين ولده السيد علي الظهير
وامت بحجامة
عنه العالمين

اسماعيل بن محمد

كلوخ كابرته وناه جريدتين
مع ضميمه

محصل النقا بالاشجار من الماء مصنفه مودني بهدك على صاحبها خير

طبع في المطبعه

خبر داده بر کتابخانه وقف میراث

در عهد تولیت حضرت میرزا محمد علی خان سادر

سودی سید محمد حسن خان شوق

زیدی شوقی وقف میراث دارم

صفت
مرکز اسناد و کتابخانه ملی

maablib.com

کتبخانه و وقف مصیبه میراث

الحجۃ

من تصنیفات السید السید
والحجۃ المعتبر وحید العصر
فرید الدہری السید
قائم البداع فخر الحکماء ظہیر
العلوم مولانا السید علی ظہر
دامت برکاتہ لا وزادت افاداتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وآله
الطيبين الطاهرين **اما بعد** اس رسالہ میں ہم صرف مسئلہ کلونج
کو بیان کرتے ہیں کہ وہ بدعت ہو ذوالفقار حیدر رحلہ چہارم سے یہ مسئلہ
بھی علیحدہ کیا گیا۔ تاکہ اہل سنت کو غم نہ اور اہل حدیث کو غصہ نہ حاصل ہو
کہ دعویٰ اشباع سنت رسول میں کہا ننگ وہ راست گو ہیں جو کہ یہ رائے اذوق
نے عام طور پر بدعت مسئلہ غسل قدین کا بہ ایجاد و اجتہاد خلیفہ دوم رائج ہونا
ثابت کروائیں جس سے بعض حضرات نے مذہب حق کو قبول بھی کیا۔ لہذا

ان کی حق پسندی اور دعویٰ اتباع سنت سے امید قوی ہے کہ اس بدعت کو ترک کر کے سنت رسول صریح پر عمل کریں گے جو مقدمہ طہارت پر اور بغیر طہارت نماز صحیح نہیں جیسا کہ امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔
وسبب كونهما كبيرين ان اعاده الترتيب من البول يلزم منه بطلان الصلوة فتصحا كبريه بلا شك صلا

یعنی کبیرہ ہونا اس سے ثابت ہو کہ بول سے احترازیہ کرنا باعث بطلان نماز ہے تو اسکا ترک کرنا کبیرہ ہے بلا شک و شبہ
اس لیے میں نے یہ رسالہ محض قرعہ نشد تحریر کیا تاکہ تمام مسلمانوں کو معلوم ہو کہ اصل سنت رسول طہارت بول کے بارے میں یہی ہے کہ پانی سے اسکی طہارت کی جائے نہ کلوخ وغیرہ سے جو بدعت ہے۔ اس رسالہ کی غرض نہ سنی تشیعہ بنانا نہ یہ حنفی کو اہل حدیث (دہلوی وغیرہ) بلکہ یہ مقصود ہے کہ ہر فرقہ یا شخص اصل بنے مذہب پر باقی رہ کر بھی اتباع سنت کر سکتا ہے جس سے علاوہ قومی اتحاد کے یہ فائدہ ہو گا کہ کتاب سنت پر کچھ تو عمل ہو جائے۔ اور مخالفین اسلام کی نظروں میں معلوم ہو گا کہ کل مسلمان ایک شریعت کے پابند ہیں اور خدا و رسول واحد کے سرور ہیں۔ محض اسی خیال سے یہ رسالہ لکھا گیا کہ لوگ بدعت بچپن اور سنت کے عامل ہوں۔ کیونکہ نماز اہل حدیث کے یہاں اصول دین میں دخل ہے اور وہ بغیر طہارت ہو نہیں سکتی۔ لہذا کل مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ سنت کی پیروی کریں اور بدعت سے جو ضلالت ہے پر ہنر کریں اس لیے محض انھیں کتابوں سے استدلال کیا جائے گا جو تمامی اہل سنت کے یہاں نہایت صحیح و مستندانی جاتی ہیں اور کسی کو اس کے اعتبار و اعتماد میں عذر نہیں ہو سکتا۔

ہم جب ان مسائل پر نظر ڈالتے ہیں جنہیں دو اسلامی فرقے حنفی۔ دہلوی۔ لڑے مرے ہیں عدالتوں تک جاتے ہیں تو سخت حیرت ہوتی ہے کہ ان مسائل میں

کیون اسقدر کج بحثیان ہو رہی ہیں مثل دفع یدین۔ امین بالجہر وغیرہ کے جو محض مہل ہیں۔ یا نماز میں ٹخنوں کے چھپانے اور نہ چھپانے میں لڑتے ہیں یا یہ کہ عیدین کی نماز صحرا میں ہونی چاہیے یا مسجد میں۔ اور ایسے مسائل سے کوئی بحث نہیں کرتا جس کے بعد روزہ نماز حج وغیرہ سب باطل ہو یعنی طہارت جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو کہ بغیر اسکے نہ آئین باہر والوں کی نماز درست ہو سکتی ہے۔ نہ آئین بالاخفات والوں کی نہ رفع یدین کرنیوالوں کی نماز صحیح ہو سکتی ہے نہ اسکے مخالف کی۔

انہوں طہارت ایسے عظیم الشان مسئلہ سے یوں چشم پوشی کج ہے اور کسی کو اچھا خیال نہ ہو حالانکہ خداوند عالم اسقدر اس بارے میں تاکید فرماتا ہے کہ میں توفیق دے دوں کہ تم میں سے جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ اللہ تعالیٰ سے فرماتا ہے اور کہ میں ان اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسئلہ طہارت کیا اہم اور ضروری ہو جس کے بارے میں اسقدر تاکیدیں خود خداوند عالم فرماتا ہے۔ اور کئی علماء و محدثین و فقہانے شریعت کی کتابوں میں اسی کو مقدم رکھا ہے مگر افسوس کہ اہل سنت کے طرز عمل سے اس طرح کی بے پروائی ہوتی ہے کہ آپ فریقین (حنفی و دہلوی) کے معرکہ کارزار میں کبھی ان بحثوں کو اٹتے نہ دیکھیں گے۔ اس لیے میں نے عام طور پر فریقین کو مخاطب بنانا چاہا کہ شاید اس کی ضرورت محسوس ہو اور طہارت کا خیال آئے کہ اس میں اتباع سنت ضروری ہو کیونکہ خدا نے مشرکوں کو بخش فرما کر اس طرح عہدہ کیا کہ کسی طرح ان کے طہارت کی بغیر قبول سلام ایسا ہی نہیں کی جاسکتی۔ اب اگر مسلمان لوگ بھی پابند طہارت نہ ہوں گے تو اس قرآن کیونکر کر سکتے ہیں جس کے بارے میں فرماتا ہے کہ ایمسہ کا المظہرون۔ پھر اس طہارت ہمہ رنجاست کے ساتھ اگر اس قرآن کیا تو گناہگار ہوئے۔ اور

نماز پڑھائی تو اور بھی خطا کار۔

پہلے ہم کو نہایت افسوس سے یہ دکھاتا پڑتا ہے کہ اس کلونج میں
الہ سنت تہمت کثرت کے خلاف بلکہ بدعت کے مطابق عمل کرتے ہیں حضرت
حمزہ الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفایا میں
ایک خاص رسالہ لکھتے ہیں۔ جس میں خلیفہ دوم کے مذہب خاص اور
اجتہادات خاصہ کو جمع کرتے ہیں اس میں رقم طراز ہیں۔

مذہب ابی بکر عن یسار بن نمر کان عملاً ذابال مسیح ذکرہ بحایط
او تبصر ولم یسبہاء قلت اجمع علی ذلک علماء اہل السنۃ و لیس
فیہا حدیث مرفوع و انما ہو مذہب عمر قیاساً علی الاستیفاء من
الغایط اطبق علی تقلید العلماء ص و مقصد۔

یعنی ابوبکر نے یسار ابن نمر سے روایت کی ہے کہ عمر جب وقت پیشاب کرتے
تھے تو مسح کرتے تھے اپنے ذکر کو کبھی دیوار سے یا پتھر سے اور اسکو
پانی سے نہیں دھوتے تھے شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس پر اجماع کیا ہے
علمائے اہل سنت نے حالانکہ اس بارے میں ہرگز ہرگز کوئی حدیث
مرفوع نہیں ہوئی فقط مذہب عمر ہے بنا برقیاس استنجا من لعن الی
کے اور کلونج لینے پر اتفاق کیا ہے بالاطباق تمام علمائے اس عبارت
پر بطور فائدہ لکھا ہے۔ استنجا و کلونج بعد پیشاب سنت عمر است
اور مولوی عبد الہی صاحب حاشیہ مشرح وقایہ میں لکھتے ہیں۔

واما فی البول فالغسل بالماء ثابت بهذا الروایۃ و اما استعمال الحجر فیہ
فلما اظہر علی حدیث صریح یدل علیہ ان النبی فعل۔

نعم ثبت ذلک صریحاً عن عمران کان یبول ویمسح ذکرہ بحجر او تراب
لم یمسح الماء اخرجہ عبد الرحمن فی مصنفہ و ابو نعیم فی الحلیہ
و الطیلبی فی الاوسط یعنی پیشاب کی طہارت پانی سے تو اس روایت سے

ثابت ہے مگر کلونخ لینا حضرت کا کسی حدیث صریح سے نہیں معلوم ہوتا کہ
 حضرت نے کبھی کلونخ لیا ہو۔ پھر لکھتے ہیں ہاں فعل عمر سے البتہ بصراحت
 ثابت ہو کہ وہ جب پیشاب کرتے تو پتھر یا خاک سے پوچھ ڈالتے اور
 پانی سے نہیں طہارت کرتے جیسا کہ مصنف عبدالرزاق حلیہ الاولیاء ابو نعیم
 وادسططری میں مذکور ہے پس معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت با اتفاق
 سنت عمری کے حامل ہیں اور اس مادہ میں کوئی حدیث نہیں ہے اس پر بھی
 دعوائے عمل بدعت رسول تموجب حیرت فحول حجاب نہ معلوم کہ اسکو بھی
 احداث یعنی بدعت فی الدین کہیں گے یا نہیں کہ صریح خلاف
 کتاب و سنت رسول ہے اور غالباً اسکے بدعت اور قابل شمار ہونے
 میں بھی کوئی عذر نہ ہو کیونکہ حدیث خذیفہ سے معلوم ہے کہ تین سو آدمی
 اگر اس بدعت کی پیروی کریں تو قابل شمار ہے اور اس بدعت کے تابع
 و مقلد تو تہائی اہل سنت ہیں۔

اگرچہ اس تصریح کے بعد اسکی ضرورت نہیں کہ ہم اس فعل کے جواز
 و عدم جواز کی بحث کریں کیونکہ باتفاق تہائی اہل اسلام مسلم ہے کہ خدا و
 رسول کے سوا بلکہ بجز خدا و نہ عالم کسی کو احکام شرعی میں دخل نہیں نہ
 کسی کے حکم پر کوئی عمل کر سکتا ہے۔ پھر صرف اجتہاد یا قیاس یا مذہب عمری
 پر کوئی مسلمان کیونکر عمل کر سکتا ہے حالانکہ تمام نصوص صریحہ سنت رسول
 کی ہمارے پاس موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا طرز عمل اس
 بارے میں کیا تھا۔ اسکے برخلاف سنت عمری پر عمل کرنا کیونکر جائز ہے
 پہلی تفسیر آیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واداءہ یحبہ لمطہرین
 ملاحظہ ہو معالم التنزیل میں ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی ص
 ثلاث ہذا الا یہ فی اہل قبایہ رجال یحبون ان یتطہروا

۱۵ ذوالفقار مجددی ثانی ذالت ملاحظہ ہو۔ ۱۶ ملاحظہ ہو رسالہ الوضوء

قال عطاء بن رباح عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم: أبو هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: قال: من شرب من ماء من نزل من السماء لم يضره شيء من ذلك. قال: عطاء بن رباح عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم: قال: من شرب من ماء من نزل من السماء لم يضره شيء من ذلك. قال: عطاء بن رباح عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم: قال: من شرب من ماء من نزل من السماء لم يضره شيء من ذلك.

اور تفسیر آیت واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمهن میں لکھا ہے

قال طاووس عن ابن عباس: قال: قال الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل. قال: ابن عباس: قال: قال الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل. قال: ابن عباس: قال: قال الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل. قال: ابن عباس: قال: قال الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل. قال: ابن عباس: قال: قال الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل.

تو اب کون مسلمان ہو گا جو اس کی نہ خواہش کریگا کہ ہم بھی اسی طہارت کے پابند ہوں جس سے حبیب خدا بن سکیں اور وہ طہارت ہی پانی والی ہے پائخانہ اور پیشاب میں علامہ شیخ علی دودہ کتاب محاضرات اکادمی واکاواخر میں تاریخ القدس سے ناقل ہیں اول من استنجى بالماء وتلف الابط ابراہیم ص ۶ کہ سب سے پہلے جس نے پانی سے استنجا کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں تو اب کوئی مسلمان اس سنت ابراہیمی سے کیونکر عدول کر سکتا ہے جس کی تجدید کی سنت محمدی نے اور خداوند عالم فرماتا ہے ومن

یرغب عن ملۃ ابراهیم الامن سفۃ نفسہ پس باوجود ملاحظہ ان آیات و
 احادیث ہر کجی کے اس سے مخالفت کرنا اور سنت عمری پر عمل کرنا کیا حکم من
 سفۃ نفسہ میں نہیں داخل ہوگا۔ اب اس کے بعد وہ روایتیں ملاحظہ ہوں جن سے
 معلوم ہو کہ طہارت بول (پیشاب) کے بارے میں کس قدر تاکید ہے اور
 عذاب قبر زیادہ تر اسی سبب سے ہوتا ہے کہ لوگ پیشاب کے احتراز نہیں کرتے
 صحیح بخاری میں ہے باب بن الکبائر ان لا یستومن بول حد شناعۃ ان قال
 ثنا جبریر عن منصور بن عمار عن ابن عباس قال مر النبی
 بحایط من حیطان المدینۃ او مکۃ فسمع صوت انسان یعد بان
 فی قبورہما فقال لنبی ما یعد بان ابن عباس سے روایت ہے کہ گزریا
 فی کبیرۃ قال بلی کان احدهما رسول اللہ کا ایک باغ خرمین بانہا
 لا یستومن بولہ وکان الآخر مدینہ سے اور سنی آواز دو آدمیوں کی
 یشی بالنیمة ثم دعا بجریۃ جریۃ عذاب ہو رہا تھا انکی قبروں میں
 فکسھا کسرتین فوضع علی کل تو فرمایا حضرت نے دونوں عذاب
 قبر منہما کسۃ فقیل لہ یہ کہے جا رہے ہیں۔ اور منہ عذاب
 رسول اللہ لم فقلت هذا قتال ہوتا ہے اور کسی بڑے امر میں پھر
 لعلہ ان یخفف عنہما مالم کہا ان ایک ان دونوں سے نہیں ہنر
 قلیبما ۱۵۹ کر رہا تھا اپنے بول سے۔ اور
 ایضا باب ماجاء فی غسل بول حد دوسرا چلی کھا تھا پھر شگائی ایک
 ایضا باب قتال ڈالی تر خرمیا کی اور اسکو دو ٹکڑے
 کر کے دونوں قبروں پر رکھ دیا پس کہا کسی نے کیوں ایسا کیا یا
 رسول اللہ تو فرمایا شاید کم کر دیا جائے عذاب ان دونوں کا جب تک یہ دونوں
 لکڑی خشک نہ ہو جائیں۔
 اسکی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں جسکا خلاصہ بقدر ضرورت عرض کیا جا رہا ہے

بخش کی رہا بہت میں ہر حقیر و فقیر و مراد و جہر میں ہر جہر و بدین (۱) دونوں فہرین
 تازہ نہیں ہیں ابن اطلال کے استدلال کیا ہو کہ اس روایت سے معلوم ہو کہ اگر
 عذاب بھرت گناہ کبیرہ ہی سے نہیں بلکہ گناہ صغیرہ پر بھی عذاب ہوتا ہے
 کہ نہ کہ ہل سے امتراز کرنے کے بارے میں کوئی حدیث و خوف و لاسے کی
 اسکے پہلے نہیں (۲) وہ چاہی (۳) تو کیا اسکے قبل جہنمی آیتوں میں حکم ہمارے مذکور
 ہے اس کی تعلیم رسول شریف نے نہیں کی تھی اور اس میں بھی اختلاف ہو کہ
 حضرت نے جو فرمایا وافتہ لکبیر تو اس سے کیا مراد ہے ابو عبد اللہ
 یون کہتا ہے کہ ممکن ہے حضرت نے اسکو پہلے گناہ کبیرہ نہ سمجھا ہو بعد
 اسکے وہی نازل ہوئی کہ یہ کبیرہ ہے۔ لہذا اسکی تلالی کی کہ مہلکی کیا ابھی
 قدر نالی علم رسول ہے (۴) یہی ہو سکتا ہے کہ ان لکبیر کی صغیر عذاب
 کی طرف پہلی ہو گیا کہ جمع ان جہان میں ہے حدیث ابو ہریرہ سے
 کہ ان دونوں پر عذاب شدید ہوتا تھا پہلے گناہ میں (۵) یہ بھی ہو سکتا ہے
 کہ صغیرہ کی طرف پہلی ہو جو دونوں گناہوں سے ایک گناہ ہے اور
 وہ کبیرہ ہے بخلاف کشف عورت کے جسکے مطلب یہ ہوے کہ ہل سے
 پر پہننے کو نہ پر عذاب نہیں تھا بلکہ نیکہ پر عذاب ہوتا تھا۔ حالانکہ حضرت
 بنصرہ فرماتے ہیں پہلی کان احمد و ما کامیہ قرمن بولہ۔ لیکن
 ایک ان دونوں سے صغیر عذاب ہو رہا ہے بیشائے امتراز نہیں کرتا تھا
 بہر حال خود اظہار بن عمر اس مثال کو رد کرتے ہیں (۶) وادعی ابن علی
 نے کہا کہ حضرت نے جو اسکے کبیرہ ہونے کی پہلے نفی کی تو مراد اس سے
 یہ ہو کہ اکبر کیا تر سے نہیں ہے مثل قتل و غیرہ کے اگرچہ خود نے اہل
 کبیرہ ہے (۷) یہ کہ بصورت ظاہری وہ کبیرہ نہیں ہے مگر گناہ کی حیثیت
 سے کبیرہ ہے (۸) یہ کہ ان لوگوں کے نزدیک (جہر عذاب ہو رہا ہے)
 یا فاطمین کے نزدیک وہ کبیرہ نہیں ہے مگر خدا کے بیان کبیرہ ہے

جب کہ خدا کے فرمایا دیکھو ہذا وہو عند اللہ عظیم وہ لوگ
 اُسے اُنکا امان کرتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک وہ عظیم ہے۔ (۱۰) مراد
 کہ مٹیاب سے اصرار کرنا اور پرہیز کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی اگر کوئی
 مشقت ہوتی ہو (بلکہ بہت آسان ہے) پھر بھی اسکا خیال نہ کیا) یعنی
 وغیرہ نے اسی اسماء کو یحییٰ کہا ہے اور ابن دینق العبد وغیرہ نے
 ایکو ترجیح دیا ہے اچھا یہ بھی ممکن ہے کہ اسکے کبیرہ جوئے کی نفی
 اسوجہ سے کی کہ صرف پند پرہیز کرنا بول سے کبیرہ نہیں ہے۔ مگر پھر
 امراد اور موافقہ کرنا البتہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ اسی تاخیر بھی خود ان
 روایتوں سے ہوتی ہے جن سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ اُن لوگوں کو یہی
 عادت تھی تمام ہوا ترجمہ ابن جریر وغیرہ وغیرہ۔

ان اختلافات کی نقل سے ہمارا مطلب صرف اس قدر کہ اصل سنت
 کو معلوم ہو کہ نجاست بول سے پرہیز کرنا باعتراف اُنکے علماء کے گناہ کبیرہ
 ہے خواہ ہوگی اسکا علم جو یا ان مردہوں کے اور مخالفین کے اعتقاد میں
 وہ گناہ کبیرہ نہ ہو۔ مگر اس نے اسکا ایسا تحقیر کیا کہ اب کوئی شخص اسکو
 گناہ صغیرہ بھی نہیں جانتا پھر جاسیگا۔ کوئی گناہ کبیرہ سمجھے۔

پھر لکھتے ہیں: اکثر روایتوں میں لایستتر ہے تو مراد اس سے یہ ہے
 کہ وہ اپنے اور بول کے درمیان میں ستر نہیں کرتا تھا یعنی پرہیز نہیں
 کرتا تھا اس صورت میں وہ روایت بھی اسکے مطابق ہو جائیگی جس میں
 لایستتر ہے کیونکہ سترہ کے معنی دوری کے ہیں اور روایت ابن عساکر
 میں لایستتر ہی ہے استبرار سے کہا ابن دینق العبد نے کہ سیاق حدیث
 دلالت کرتا ہے اسیر کہ بول کو عذاب قبر سے خاص لگاؤ ہے۔ تو
 معلوم ہوا کہ حدیث کے فقرہ لایستتر سے کثرت عورت نہیں مراد
 ہے کیونکہ مجمع ابن خریہ میں ہے ابو ہریرہ سے کہ اکثر عذاب قبر

یہ جو پیشاب کے سے یعنی بہ بہت بے احتیاطی اور ہر ہرگز کرنے کے
 پیشاب سے چنانچہ ابو بکرہ کی روایت کہ ایک انہن سے پیشاب کے
 بارے میں عذاب کیا جاتا تھا۔ اسی کی توجیہ سے جیسا کہ اہم احمد و ابن ابی
 نے روایت کی اور ہرانی نے بھی مثل اسی نہیں سے روایت کی ہے۔ انہوں
 سے کہ ان شایعین نے یہ نہ لکھا کہ وہ کس طرح کی بے احتیاطی کرتے تھے
 جس سے انہیں عذاب قہر ہوا کیونکہ یہ تو ہونہیں سکتا دو صحابی اس پیشاب کو
 پاک سمجھتے ہوئے تھے کہی تھا ست ضروری دین سے ہر جہاں منکر کا فرست
 اور دو گنا ایک زمانہ تک صحبت رسول سے مستفید ہونے کے لیے کہ
 ایک مادی اس روایت کے حضرت ابو ہریرہ بھی ہیں جو مشہد کے بعد
 ایمان لائے۔ امداد گمان تو ہو نہیں سکتا کہ وہ مطلقاً اسکی طہارت نہ
 کرتے ہوں چنانچہ الفاظ مرثیہ میں اسیر دل ہیں۔ تو ضرور ہو کہ ان لوگوں
 کی طہارت بھی ہوئی کہ مطابق مذہب حضرت عمرؓ کے لیتے ہوں اور یہی
 باعث عذاب قہر ہوا کیونکہ یہ مطابق شریعت نہ تھی
 اسکے بعد اس جملہ کی شرح میں کہ حضرت نے دشت غزاکے نزدیک
 شکار دونوں قہر دہر رکھ دی تھیں ہیں جو کچھ حکم نے مابری سے اس
 بارے میں روایت کی ہے ایک مولائی حدیث میں کہ مابری دونوں
 دالیان کاٹ لے۔ تو یہ دوسرا واقعہ ہے کیونکہ اولاً بخاری والی روایت
 کا قصہ خاص دینیہ ہے کہ بہت سے صحابہ حضرت کے ساتھ تھے مابری
 والی روایت حضرت سے متعلق ہے کہ حضرت پاکؐ کا تشریف لے جاتے تھے
 اور مابری ساتھ تھے۔

۱۱ دیکھو روضہ مذہب ۱۱۵ اس تقریر کی وجہ یہ ہے کہ بخاری مسلم کی

حدیثوں میں اختلاف تھا اس لیے یہ تقریر کی گئی کہ دونوں حدیث صحیح ہیں ۱۱۵

شانیا بخاری والی روایت میں ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کر کے دو دونوں
 قبرین میں گاڑ دیا بخلاف روایت مسلم کہ اس میں حضرت نے جابر کو حکم دیا کہ ان
 دونوں درختوں کی دوڑ الیاء کاٹ لائیں جبکہ ان میں حضرت قصاصے کا جہت
 کیلئے بیٹھے تھے اسکے بعد جابر کو حکم دیا کہ راستے پر میں ان الیاء کو والدین
 جہان حضرت بیٹھے ہوئے تھے اس پر جابر نے سوال کیا تو حضرت نے فرمایا
 میرا گذر دو قبر و غیر ہوا چپہ رباب ہو رہا تھا۔ لہذا میں نے یہاں کہ سب سے
 شفاعت سے پھر ان کو تحفیت ہو بہتک دونوں والیاء تر زمین ہیں
 معلوم ہوا کہ دونوں روایتیں (بخاری و مسلم کی) دو واقعہ سے متعلق ہیں
 اور کوئی تعجب نہیں کہ یہ قصہ چند مرتبہ ہوا ہو چنانچہ موبد اسکی روایت صحیح
 ابن حبان بھی ہے ابو ہریرہ سے کہ حضرت کا گذر دو قبر و غیر ہوا تو وہاں
 توقف کیا اور دو ڈلیاں خرمائی منگوا میں ایک کو سر ہٹانے رکھا اور دوسری
 کو پیر کی طرف تو اس پر تیسرا قصہ ہو گا۔ اور موبد اسکی روایت ابو یوسف بھی
 ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کر کے ایک سر کی طرف رکھا اور دوسرا پیر
 کی طرف اور قصہ واحدی میں ہے (جس میں ایک ہی قبر کا ذکر ہے) کہ
 حضرت نے ایک نصف تو سر ہٹانے رکھا اور دوسرا نصف پیر کی طرف اور
 قصہ ثنیں میں ہے کہ ہر قبر پر ایک حریہ رکھوایا۔

فقرہ صلاہم یتبسائی شرف میں لکھتے ہیں کہ کہا ماذی نے نہیں ہے کہ
 حضرت کو بوجہ معلوم ہوا کہ جب تک وہ دونوں خشک نہ ہو گئی تھیں عذاب
 رہیگی۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت نے اپنی مدت کے لیے شفاعت کی ہو
 کہا خطابی نے کہ حضرت نے دعا کی ہو گی تحفیت کی جب تک تری
 رہے نہ یہ کہ حریہ کو کوئی خصوصیت ہو یا نہ کہ زیادہ خشک و عیت نسبت
 خشک کے (یہ سب عقلی تھے) میں گویا فعل رسول عبت تھا اور یہ سب
 اہتمام لغو تھا معاذ اللہ من ذلک اور کیا گیا ہے کہ یہ ایک حریہ میں

تیری رہتی ہے سبج خدا کرتا ہے تو برکت کسب سے توفیق عذاب ہوتا ہے
 انہ نفس جبریتین سے یہ صریح مخالفت نفس رسول سے یہ وجہ سے ابن حجر
 فرماتے ہیں اگر یہ مانا جائے تو جتنے رحمت ہیں سب ہیں شریک ہیں جو
 تر ہو گئے اور یہی حال ہی ان چیزوں کا جن میں برکت ہے مثل ذکر تلاوت
 قرآن کے لوہے سے یہ جدا اولیٰ توفیق عذاب ہوگا۔

کہا طبعی نے اسکی حکمت کو معلوم نہیں کیوں تیری رہنے سے عذاب ہوگا
 جیسا کہ نہ بائیں کی تعداد نہیں معلوم۔

اور مستنکر زبان میں جا نا ہی خطابی نے جبریتین کو کھٹے کو قبر پر بر زیاد
 اس روایت کے کہ نہ کر لعل رسول کریم

کہا طبعی نے وجہ اشتکار میں اسوجہ سے کہ یہ برکت خاص تھی حضرت
 کے ہاتھ کے ساتھ۔ کہا قاضی عباس نے اسوجہ سے جبریتین کا رکھنا مستنکر
 ہے کہ حضرت نے خبر غریب بیان کی کہ جو ذکر ان پر عذاب ہو رہا تھا اسوجہ سے
 جبریتین کا ڈر ہی لگی۔ راجح یہ کہ یہ امر غیب سے متعلق تھا کہ حضرت کو معلوم ہوا ہذا
 اب ایسا نہ کرنا چاہیے (کیا معلوم کہ اس عذاب ہوتا ہے یا نہیں) قلت
 ابن حجر کہتے ہیں کہ ہمارے اس نہ جانتے سے کہ عذاب ہوتا ہے یا نہیں یہ
 ضرور نہیں ہے کہ وہ کام نہ کریں جس سے توفیق عذاب ہو جیسا کہ حال
 رحمت خدا نہ جاننے سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم دوسرے رحمت نہ کریں اور نیز
 سابق روایت میں صحاح نہیں ہے کہ حضرت نے یہ کام کیا ہو بلکہ محتمل ہے
 کہ حضرت نے اسکا حکم دیا ہو چنانچہ اسکی تاسی کی بریدہ بن حصیب صحابی
 نے کہ وصیت کی اسکی کہ ان کی قبر پر درجہ رکھا جائے جیسا کہ باب حنا میں
 میں مذکور ہو گا تو وہ زیادہ مستحق ہیں اسکے کہ پیر دی کجاے انکی صحت

ان روایات اور اقوال سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہل سنت میں کس درجہ
 داری ہو اور خدا ترسی اور کس درجہ اتباع سنت رسول ہے کہ حضرت تو اس درجہ

اس میں تاکید فرماتین کہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ نہ چند مرتبہ دکھائیں۔ اور
لوگوں کو بتائیں اور یہ حضرات اسکو خطاات عقل سمجھیں اور قابل مضحکہ
جائیں اور صرف اسوجہ سے کہ اس کی حکمت ان کی سمجھ میں نہیں آتی اس
سنت کو موقوف کر دیں۔ حالانکہ خود ناقل ہیں کہ حضرت بریدہ بن حصیب
صحابی نے اسکی وصیت کی مگر لوگ بغالفت حکم رسول اسکو مستحکم اور ناجائز
جائیں اس سے پڑھ کر اتباع سنت رسول کی کیا دلیل
ہو سکتی ہے۔

انہوں کہ اصول دین میں یہاں اجتہاد واجب ہو یہ لوگ عقل کو مادیہ
معتل کر دیتے ہیں کہ کوئی اسکو نہیں جانتا نہ جانی کسی چیز کا اسکو مدد
ہو تاہم نہ نفع۔ اور عبادات میں یہاں صرف تعبد و کارستہ و بان یہ
لیت دلیل کیا جائے کہ اسکی حکمت نہیں سمجھ میں آتی مصلحت اسکی نہیں معلوم
ہوتی۔ لہذا اسکو ترک کرنا چاہیے اور شیخ دستگیر گھنٹا چاہیے پھر وہی ہیں
اتباع سنت کے حالانکہ امام نووی شریح صحیح مسلم میں اسی جریدہ میں کے بارگاہ
میں لکھتے ہیں وَاِذَا كَانَ الْعَقْلُ لَا يَجْعَلُ لَهَا فَيْتًا وَاجِبًا لِّلنَّصِ
وَجَعَلَ لَهَا صِلًا لِّبِهَا مَعْنَى سَبْعًا قُلْ بِرَبِّكَ طُورٌ بِرَبِّكَ مَعْنَى كَرِهَتْ
نہیں کر سکتی اور نص سراج موجود ہے تو اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے۔
یعنی جریدہ میں کا استعمال کرنا چاہیے۔

جس باب جزائز کا اشارہ ابن حجر نے کیا ہے اسکی حالت یہ ہو کہ امام بخاری
نے ایک خاص باب اسکو سے قرار دیا یا ایک باب اسکو سے قرار دیا یا ایک باب اسکو سے قرار دیا
بریدۃ الاسلامی ان یجعل فی قبرہ جردید انہ ۲۹۰ حافظ ابن حجر اسکی
شرح میں لکھتے ہیں در وصیت کی بریدہ نے کہ جریدہ میں انکی قبر میں رکھی
جائیں۔ اور موت ان کی اسے خراسان میں ہوئی ابن مرابطہ وغیرہ نے کہا
ہے کہ محفل ہو کہ بریدہ نے اسکا حکم دیا ہو کہ ظاہر قبر میں اور بریدہ نے اسکا حکم دیا ہو

جائیں جن میں اتنا دل نہیں کہ حضرت نے بھی جبریت میں کو قبر پر رکھا تھا
اور یہ بھی احتمال ہے کہ جبریت سے قبر کے اندر رکھنے کا حکم دیا ہو کہ وہ دست
خرا میں خاص برکت ہے۔ جب قول حق تعالیٰ کشفہ و کلبہ کے مترجمان
اول لیا وہ ظاہر ہے اور مودا اسکا بھی نہ ہو کہ مصنف نے اس باب میں
اس حدیث کو وارد کیا اور جبریت نے اس حدیث کو عام سمجھا کہ ہر شخص کو ایسا
کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ خاص ہوا تھیں وہ دونوں قبروں سے جہنم
عذاب ہوتا تھا۔

اس کے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر
کی قبر پر ایک نیم لٹ بکرایا اور ایک خادم کو اسکی حفاظت کے لیے مقرر
کیا جس کا نام عمر آئے تو انھوں نے خیمہ کو اکھڑا دیا اور کہا اسکا گل سایہ نکلن
ہوگا چونکہ اس واقعہ سے ہم کو غرض نہیں ہے لہذا پہلی روایت بخاری
کے قبہ شریف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ
ابن اختلاف کیا گستاخ کو کہ میں مرد غیر عذاب ہو رہا تھا قبر میں وہ کافر
تھے یا مسلمان اور کسی دینی نے تو اسکا یقین کیا ہے کہ وہ کافر تھے اور
ابن عطار کا جزم اس پر ہے کہ وہ مسلمان تھے ورنہ حضرت خفیف عذاب
کے لیے کیوں دعا کرتے ان پر لکھتے ہیں کہ حدیث کے مجموعی طریقوں
سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونوں قبریں مسلمانوں کی تھیں کیونکہ
ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ یہ قبریں جو بدایت قافنتفی کو غصا فی الجملہ
کہ وہ دونوں قبریں تازہ تھیں تو معلوم ہوا کفار زمانہ جاہلیت کی قبریں
نہ تھیں۔ اور حدیث ابوامامہ میں ہے بروایت احمد کہ حضرت کا کفر قبرستان
بقیع میں ہوا تو پوچھا آج کس کو تم نے یہاں دفن کیا ہے اس سے
صاف معلوم ہوا کہ وہ دونوں مسلمان تھے کیونکہ بقیع مسلمانوں کا قبرستان
تھا اور خطاب بھی حضرت نے مسلمانوں سے کیا اور روایت ابوبکر نزد احمد

دعوت الی بھی اسی کی سو رہا ہے جو مسند صحیح ہے کہ وہ دونوں مسلمان تھے
 کیونکہ حضرت عائشہ نے فرمایا ان دونوں پر کسی بڑے امر کے سبب سے نہیں
 عذاب ہوتا۔ صرف غیرت اور بول کے سبب سے عذاب ہوا ہے وہیں
 سے بھی معلوم ہوا کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر پر کو بسبب ترک
 احکام اسلام میں عذاب ہوتا ہے مگر کفر پر عذاب ہوا یعنی ہے ہوا خاک
 لاکر فرماتے ہیں اس حدیث میں بہت سے قاصد ہیں ایک یہ کہ عذاب
 قبر میں سے ثابت ہے جو دوسرے کین قندیر یعنی ممانیت سے ملا ہے ہل سے
 درجن ہے اس کے ساتھ دوسری وجوہ ہیں بھی ہون کی ہوں یا البس اس
 کی اتنی صفت ہے۔

اگرچہ ان عبارتوں کی نقل میں کچھ طویل ہوا مگر اس سے چند فائدے
 حاصل ہیں۔

اول یہ کہ پیشاب سے احتراز کرنا اور اس کی نجاست کا خیال ذکر کرنا ایسا گناہ
 کبیرہ ہے کہ حضرت کوہی کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی تو اب حضرت عمر
 کا اس کی مخالفت کرنا کہ رجبہ ایمان واری کی دلیل ہے
 اور ائمہ اربعہ کا بلا اختلاف اسے قبول کرنا ایسا کہ رجبہ مخالفت
 سنت کی دلیل ہے۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اس میں متابعت سنت رسول کرنا ایسا
 آسان ہے کہ بول کی طهارت کر لیا کریں مگر آئین بھی سنت رسول کی پیروی
 نہیں کی جاتی تو امور مہمہ و مشککہ میں کیا امید ہو سکتی ہے اور چھپا آئی باتوں
 میں حضرت عمر نے مخالفت رسول کی اور اپنے اسلاف کی اتباع کو مقدم
 سمجھا تو جن امور میں کہ نفع دنیوی مشرب تھا کیوں نہ مخالفت رسول کو
 ضروری سمجھیں گے

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود حضرت کے صحابی پر اسی ذریعہ سے عذاب ہوا

کہ وہ لوگ پیشاب سے پرہیز نہ کرتے تھے کیونکہ علاوہ دوا ہونے کے خود حافظ ابن
 نے تصریح کر دی کہ وہ سب مسلمان تھے جو قبرستان بقیع میں مدفون ہوئے
 تو پھر دوسرے مسلمان بھی ایسے ہی تھے جو قبرستان بقیع سے منسوب سکناست تھے مثلاً اس
 شخص کی قبر جس کی راس و قیاس نے بنی ستم بول سے استرا
 کرنے کو حکم کر دیا۔ اس دعاوت نے اہل سنت کے اس عقیدہ کی بھی تصدیق
 قلمی طور پر کی جو اپنے صحابہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ سب معذور ہیں
 اور سب بستی ہیں۔

چونکہ یہ کہ حضرت نے ایک ہی دفعہ نہیں سکھایا ہر کیا بلکہ مکرر کر کے
 جبکہ یہ مفسدین و شرارین تھے جو بھی سب حضرت سے ظاہر فرمایا کہ سب پیشاب
 شکر کے بول سے اپنے عذاب قبر سے ہلے ہوئے ہیں۔ مگر حضرت نے مطلقاً نہ خیال کیا
 اور کہیں کو ہادی کیا اور کبھی اہل سنت نے یہ اختلاف اسے قبول کیا۔
 یا انہوں نے کہا ان لوگوں نے عام طور پر اس فعل رسول کو منسو کیا کہ جرہ میں
 سے عذاب قبر میں تخفیف ہوئی ہے کہ کسی نے کچھ تاویل کی کسی نے کچھ
 بات بنائی مگر کسی طرح ان کی عقل میں یہ بات نہ آئی کہ جرہ میں سے ہون
 تخفیف عذاب ہو جائے کہ اگر اس سے ممانعت کر دی گئی اور کسی شخص کو
 اہل سنت سے جرہ میں نہیں دیا جائے بلکہ شیعوں کی اس یا بندی سنت پر
 اعتراض کرتے ہیں حالانکہ خود اسکے بھی مادی ہیں کہ علاوہ سنت رسول
 حضرت پر یہ صحابی نے بھی اسکی وصیت کی کہ انکی قبر میں جرہ میں رکھی
 جائے تو اگر حقیقت یہ حضرات قبیع سنت رسول ہوتے تو
 ضرور اس پر عمل کرتے جہن حیرت نے نہایت اوجہ اہتمام اور مبالغہ فرمایا
 بلکہ اگر سنت صحابہ کے بھی منع ہوتے تو فعل حضرت پر یہ صحابی کی
 تقلید کرتے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ اسکا فعل زیادہ تر قابل اتباع ہی
 اور ان چیزوں کو کرنا چاہیے جس سے تخفیف عذاب شرف ہو۔

تو اب ہمیشہ وہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت اہل سنت اہل میں نبی سنت رسول
 نہیں جن بلکہ سنت عمری کے چرچہ میں تھی اس وجہ سے کہ جو کچھ نبی نے میں کہہ
 کرتے ہیں وہ صرف حضرت عمر کا فعل ہے اور جبریل میں کا بھی اپنے مردوں میں
 اشمال نہیں کرتے سالانہ یہ سنت رسول و عمل حضرت برید و حضرت اس کی
 ثابت ہو کر جو کہ حضرت عمر نے یا ان کے پیروں نے اسکو لغو سمجھا لیا آج تک یہ
 سلسلہ ان کے یہاں نظر دوست کو امام بخاری اس کے لیے خاص باب ہی مقرر کریں۔
 فعل حضرت برید و ان کے اور اہل سنت کی مخالفت نے ان کے طرز عمل سے
 اور بھی اس خیال کو پختہ کر دیا کہ تمام اہل سنت رسول نہیں ہے
 کہ نہ حضرت برید و صحابی ان لوگوں سے ہیں جنکا میلان الہدیت طاہرین

۱۵ نام نہ برید و ہے بلکہ اس اسلام تو اس سے قبل جناب برید و جناب حدیث میں
 شریک تھے اور بیت الرضوان میں داخل تھے و بنی میں سکونت تھی پھر برید و گئے بعدہ عمان
 اور مرو میں وفات پائی بنی بنی بنی معاویہ و یحییٰ و یسعیاب جلد اول حضرت حدیث و کتاب
 ان علیا منی و انامن علی و ہذا ولی کل و من من بعدی انھن سے زیادہ اور
 سے روضۃ الصفا میں ہے ہم صاحب نیہ گویر کہ بعض گنتہ اند کہ برید و بنی نصیب سلمی
 علمی مرتب داشتہ ہر نہ آورده و ہر سلسلے قضی علی نصیب کردہ عمر ابن الخطاب باین معنی
 و توفیق یافت و با الخطاب کرد کہ چہ علقن بانی کہ بیعت کردہ اند و چہ مخالفت یکینی جواب
 داد کہ ما بغیر صاحب زن بیعت با دیگر سے بیعت نیکم بعد از ان صحابہ جمع ساخته برید و طلب
 کردہ برید و حاضر شد از روی استفسار منو ند کہ حال تو چیست کہ امثال این کلمات از تو نقل
 میکنند برید و جواب داد کہ تو بت حضرت پیغمبر را با خالد بن الولید با طائفہ ہمراہ علی بن ابیطالب
 بجانب مین فرستاد بخدا سو گندران سفر حج قریبے را بر قریب علی دشمن تر و ایچ فرستے را
 بر فرقان دوست تر پیدا شتم چون از سفر باز گشتم اول بخداست حضرت شافتم آن حضرت فرمود کہ
 علی را چو نہ گذشتی من بنا بر کرد و تی کہ از علی در دل دشتم غیب او کردم از سخن من بغیر سے بر
 ہر ہر مبارک است حضرت نما ہر شد فرمود است برید و نقم فی وجہ انہ لا اولی لنا منکم بعدی و

کی طرف زیادہ تھا۔ اور مخالفین کے علم پر وار تھے اس وجہ سے ان کا
فصل قابل تخیل نہ تھا کیا اب یہاں ہم تکامی اہل سنت سے
عموماً اور اہل حدیث سے خصوصاً کمال ادب سوال کرتے ہیں
کہ احادیث نہ کو رو بالاکو لا منظر فرما کر انصافاً کہیں کہ خدا مری اور دینداری
اور اتباع سنت کا دعویٰ شیعوں کو زیادہ مناسب ہے ہر مطابق سنت
رسول ہمیشہ ہوں کہ استنباطی سے کرتے ہیں اور کلام نہیں لیتے اور
مطابق سنت رسول و فعل حضرت پر یہ جو قیادتیں کویت کیا تھ
تبرین ضرور رکھتے ہیں ۱۱ اہل سنت کو جو بہ سنت عمری کلوغ کے
احتمال میں زیادہ مبالغہ کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی موجود رہتے بھی وہ
کلوغ ہی لیتے ہیں۔ اور مخالف سنت رسول پانی سے استنجا کو لازم نہیں
جانتے اور مخالف سنت رسول و فعل حضرت پر یہ جو قیادتیں کے احتمال
کو اسوات کے لئے قابل مضحکہ جانتے ہیں۔

اگر صرف دشمن وہ نون مسلمون پر کچھ بھی غور کریں گے بلکہ تنظیر
سری بھی دیکھیں گے تو ان کو عات معلوم ہوگا کہ سنت رسول اشرف
سے ہرگز ہرگز ان کو کوئی واسطہ نہیں بلکہ جو کچھ ہے وہ سنت عمری
صرف عوام کی قریب وہی کے لئے سنت رسول کا دعویٰ کیا
جاتا ہے۔

ان وہ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے اعمال کو خصوصاً دایہ شیعین
کو ایسا عمل صحیح سمجھتے ہیں کہ عذاب قبر کا مطلقاً خوف ہی نہیں اس لئے
جہ یہ تین کی ضرورت نہیں۔ مگر جس شخص کو اسکا دعویٰ ہو کہ ہم بندہ خدا
ہیں کیونکہ ایسا کلمہ مجھ سے نکال سکتا ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول پر حشر و نشر
پر ایمان لاچکا ہے اور خدا کو غفور رحیم کے ساتھ جبار و قہار بھی ماننا ہو وہ کیونکر
اسکا قائل ہو سکتا ہے؟ یہ دعویٰ تو صرف دہریوں کو ہو سکتا ہے۔ جو

نہ خدا کو مانتے ہیں نہ مشر و شر و معاد کو۔ جب ہی تو دو پیشاب کی طہارت
کو پانی سے اور جریر میں کو ایک سے لغو سمجھتے ہیں۔ کہ پیشاب سے کیا
عذاب ہوگا؟ اور نماز کی کوالی کیا تخفیف عذاب کر سکتی ہے؟ اگر انشاء
میں بدبو نہ ہوتی طبعی کراہت اس سے نہ ہوتی تو اسکے بھی دوسری ضرورت
نہ تھی جب ہی تو حضرت عمر و ابن الزبیر نے اسے استہسار
آپست ہی نہ لیا۔

کیسے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ کے صحابی جنہیں خود صحابہ
نے غسل و کفن دیا اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی ہوتو
صحابہ نے ضرور پڑھی ہوتی۔ اور جنت البقیع میں مدفون بھی ہوئے۔
اسپر تو پوجہ نہ پڑھیں کہ سننے کے پیشاب سے آپر عذاب خدا نازل
ہوا اور بریدہ و ساجلیل و القدران خدا تعالیٰ سلام بر خالت رسد
عذاب قبر سے جو جریر میں کے لیے وصیت کر جائے۔ مگر حضرت
عمر و ابن کی امت اہل سنت ایسے خدا کے بیٹے بنے ہیں کہ بار صفیکہ
طہارت بول بھی نہیں کرتے اس درجہ عذاب قبر سے مطمئن ہوں کہ
جریدین کی بھی انکو ضرورت نہ ہو بلکہ اسکو قابل منہکہ بھیجیں۔ تو اب بجز
اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اہل سنت سنت عمری کے پابند ہیں
لہذا اس کلوخ میں جو سنت خاص حضرت عمر کو ہے اس میں مستحسن
ہیں مگر سنت رسول سے مطلب ہوتا تو کسی کو اندازہ سے اس کا
خیال آتا اور اختلاف کرتے جیسا کہ دیگر مسائل میں عدم قسم کا
اختلاف کر رہے ہیں کوئی بھی حدیث حضرت کی موجود ہے مگر اس
سلسلہ کلوخ میں کسی کو اختلاف نہیں دیکھتے سنت رسول پر ہے صحیح
بخاری میں ہے

باب الاستنجاء بالماء قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول

كانت النبوة قد اخرجت الحاجة الى ان اوقع الامور مع الواقع من مالم
يستلزم به صحتا

باب ما جاء في غسل البول و قال النبي صلى الله عليه وسلم
 كان لا يترحم بوله ولم يذكر سوى بول الناس عن النبي
 صلى الله عليه وسلم كان رسول الله افات برزخا جنة اتيته بماء
 فيفعل به منه

پہلی، دوسری اگر یہ مطلق استغناء کے بارے میں ہے خواہ پیشاب سے ہو
خواہ انجانہ سے کمزاری کی دولت پیشاب کے استغناء پر بھی واضح ہو جیسا کہ
ماہی بن جعفر فرماتے ہیں واسئلہ فی هذا الحدیث علی
عند ابیہول کہ اسباق

اور دوسری روایت کے بارے میں حافظہ مذکور فرماتے ہیں والا استدلال
یہ ہے علی غسل ابولہ عم من الاستدلال علی الامتناع تکرار فیہ
اور تیسری روایت کے بارے میں لکھتے ہیں والا استدلال بغسل
ابولہ واضع مکن ثبت الرخصة فی حق کسی فیستدل به علی وجوب
غسل ما انتشر علی المحل ص ۱۱

چہ تین ہوا تین صفت صحیح بخاری کی ہیں جن سے دو غسل ہوں

بطلان ثابت ہو اور وہ مدعیین اسکی صحیح مسلم میں بھی منقول ہیں
باب الدلیل علی بطلان ایہ قول و وجوب الاستبراء من جنس
سے عام طور پر معلوم ہوا کہ ہمیشہ حضرت کا یہی دستور تھا کہ انیس و عیسویہ
باقی سے جایا کرتے اور حضرت اس سے استبراء کرتے اور قبل اس کے ہاں
مدعیین مذکور ہوئے جن سے معلوم ہوا کہ وہ مذاب قہر اسی وجہ سے اڑا کہ
لوگ استبراء نہیں کرتے یعنی اسکی ہمارت کی پروا نہیں کرتے تو اب
فرد کرنا چاہیے کہ حضرت عمر کے مخالفین میں صریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے مذاب قہر کا وہ وارز تھا وہ کیا یا نہیں ؟ اور اس پر عمل کرنے والے
جن میں اللہ ازجہ تمام و کمال شراب میں عامل بر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا
بر سنت عمر کیونکہ حضرت شہداء اولی الشریعہ تصریح کر دی ہے کوئی حدیث
نبوی اس بارے میں نہیں ہے بجز فعل عمر کے۔

رواہ ابن حجر کا یہ قول جلاستد لا بد علی غسل البیوت و افعالہا کن
ثبوت الرخص فی حق المسلمین کہ اگرچہ اس حدیث سے استدلال کرنا
فعلی بول پر واضح ہے مگر مشہور (مکرم الخیشیہ) کے حوالے سے حضرت ثابت
ہے کہ درجہ خلافت انسان کے لیے کوئی حدیث صحیح بخاری میں یا اور
کیسے اس بارے میں نہیں وارد ہے کہ حضرت نے اس کی ہمارت میں
استبراء کیا ہو پھر رخصت یعنی اجازت کہاں سے ثابت ہوئی۔ اگر مردانہ رخصت
سے یہ ہے کہ فعل عمر نے اسکی رخصت دی تو صحیح ہے مگر یہ اول نزاع
ہے کہ بجز خدا و رسول کسی کے فعل کو احکام شریعی میں داخل ہے یا نہیں
جسکا جواب اہل سنت ہمیشہ یہی دیتے ہیں کہ جواز رخصت کسی چیز کی
بجز حکم خدا و رسول اور کسی سے نہیں ہو سکتی پھر اس بکلیت کو کیا عزت
ہے جو فعل عمر سے اسکا جواز ثابت ہو جائے۔ زیادہ تر تعجب تو اس پر ہے
کہ یہی ابن حجر اس درجہ امام بخاری کے متقلد ہیں کہ بحث و عنوان میں

صرف اسوہ سے کہ امام بخاری نے حدیث ابن عمر و بیل لا لعقاب من
 النار سے استنباط کیا تھا کہ غسل قدمین کرنا چاہیے نہ مسح و جلین انصوح
 صحیحہ کتاب سے صحت کو رد کر دیا اور یہ جمعیت استنباط بخاری غسل کے
 قائل ہے مگر یہ معلوم بیان امام بخاری نے کیا تصور کیا جو ابن حجر
 صاحب نے صرف یہ حدیث نبوی ہی پر نہیں اکتفا کی بلکہ استدلال امام
 بخاری کو بھی رد کر دیا حالانکہ انھوں نے تین حدیثیں اس بارہ میں
 تھیں اور سب کی نسبت ابن حجر صاحب اقرار کرنے میں والا استدلال
 بہ علی غسل البیول و اخرہ قلاب بخاری کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ
 حدیث ابن عمر و بیل لا لعقاب من النار امام بخاری میں اختلاف تھا اس لیے حمایت
 اصحاب بخاری فرض تھی اور اس کا کوئی نسخہ میں چونکہ حضرت عمر اور
 امام بخاری میں اختلاف تھا اس لیے حمایت خلیفہ ضروری سمجھی گئی کہ
 کسی طرح ایسا ایجاد کر دیا جائے کہ امام بخاری سے اہل حدیث ان احادیث کو
 دیکھا کرتے تھے تاکہ انہیں بدعت نہ سمجھنے لگیں۔ اسوجہ سے اُس کے
 بارہ میں حضرت کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اُس سے بھی زیادہ عجیب یہ تاویل
 ہے کہ کہا فیتدال بدعلی وجوب غسل فالنشر علی المحل کہ اس
 حدیث سے استدلال کیا جائیگا اُس پیشاب کے غسل پر جو منتشر ہو جائے
 اپنے محل سے کیونکہ تینوں حدیثوں میں کوئی لفظ اسپر نہیں دلائل کثرتاً
 کہ یہ طہارت انتشار علی المحل سے متعلق ہے اور چونکہ کوئی حدیث معارض
 اسکی نہیں ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے تصریح کی تو کوئی ضرورت بھی
 اس تاویل کی نہ رہی کیونکہ دوسری حدیث میں اسکی تصریح موجود ہے
 کہ آنحضرت جب حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے
 تو ہم پانی لے جاتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ تنہا آپ کا

یانی سے ہوتا تھا اور آپ یانی سے لہارت کرتے تھے یعنی دھوئے تھے
تو کیا حضرت کی نسبت کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ہر دفعہ آپ کو امتیاز علی المحل
پیش آتا تھا اور کیا انس بن مالک وغیرہ بھی اس راز سے مطلع تھے جو
ہر دفعہ یانی سے جابجا کرتے تھے۔

افسوس ہزار افسوس کہ یہ لوگ خود ہی ان حدیثوں کو بھی نقل کرتے ہیں
جس میں حضرت نے اسکی تصریح کی کہ عامہ عذاب قبر اسی وجہ سے ہو کہ وہ لوگ
پیشاب سے احتراز نہیں کرتے اور خود ہی یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت ہمیشہ
بول کی لہارت یانی سے کرتے۔ مگر صرف تاہید فعل عمر کے لیے سب
حدیثوں کو رد کر کے یا تاویل کر کے عذاب قبر کو قبول کرتے ہیں اس سے
بڑھ کر اور کون سی دلیل اسکی ہوتی ہے کہ اسکی مذہب اسکا اتباع عمر ہی
نہ اتباع خدا و رسول۔

مولوی عبدالحی صاحب نے تو اور بھی کمال کیا کہ اسکی تصریح کر کے کہ
کلوح کا لینا کسی حدیث صریح سے ثابت نہیں فعل عمری کے لیے ایک نئی
تاویل سوچی کہ حاشیہ شرح وقایہ میں لکھتے ہیں واما قال بول فالفعل
بالحاء ثابت بهذه الروایۃ واما استعمال الحرفیۃ فلم اظلم علی حدیث
صریح یدل علیہ ان النبی فعلہ نعم فیہم ذلک من روایہ ابن ماجہ
القی ذکرناہا اتفاقاً فیعلم من ان موضع استنجاہ کے ان
غیر موضع قضاء حاجت ہوکان یکتفی هناك بالاجارۃ یصل فی
موضع اخر و یعلم من ان کان یتعمّل بعد البول یضاً
بحجر او تراباً و نحو ذلک والا لزم تراشدا الجناسہ نعم ثبت ذلک
صریحاً عن عمالہ کان یبول و یمسح ذکرہ بحجر او تراب

۱۵ مولوی عبدالحی صاحب کی ادبیت اور عربیت اس تقریر میں قابل غور ہے
کہ کس درجہ عالیہ پر فائز تھے ۱۲

الم بحسب العام ۵۵۵ شرح اوقایہ

یعنی پیشاب کے بارے میں تو طہارت کرنا پانی سے ثابت ہے کہ پانی ہی سے پاک کرنا چاہیے اور ایسے ایسے موقع پر کلوغ لیست کسی حدیث صریح رسول شریعت میں ثابت ہے کہ حضرت نے کبھی کلوغ لیا ہوا۔ ابن ابن ماجہ کی روایت سے ہے ابھی بچے ذکر کیا یہ بھی بتا رہا کہ حضرت کے ہتھکڑی جگہ اور نخی اور پائخانہ پھرنے کی دوسری جگہ تو وہ ان اہل ان پائخانہ پھرنے اور میلون پر استقا کرنے (کلوغ لینے) اور بیان آکر اٹھ گیا کرتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت بعد پیشاب کے بھی پتھر یا خاک و تبرک استعمال کرتے تھے (کلوغ لینے تھے) ورنہ نجاست کا زیادہ ہونا لازم آتا کہ ان عمر کا یہ فعل البتہ بصراحت ثابت ہو کہ وہ پیشاب کے کلوغ لینے یا خاک و تبرک دینے اور اس کے بعد پانی سے نہیں دھوئے۔

اس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اسکی کوشش کر رہے ہیں کہ کلوغ کی ایجاد کا سرور حضرت عمر ہی ملک محدود نہ رہے۔ بلکہ رسول اللہ بھی ان کے شریک کیے جائیں حالانکہ بصراحت خود کلوغ چکے ہیں کہ کوئی حدیث صریح اس بارہ میں نہیں۔ عجز یہ تخریفات کیونکر چل سکتی ہے؟ اور خود شاہ ولی اللہ صاحب نے اسے مذہب عمری میں لکھا ہے۔ اب اس حدیث ابن ماجہ کو دیکھیں جس کے مطلب سمجھنے میں آپ یہ خوش فہمی دکھا رہے ہیں فہی سنن ابن ماجہ عن عائشہ ص ۱۸۱ رسول اللہ ص ۱۸۱ مخرج قط من غائط اکامس ماء یعنی سنن ابن ماجہ میں عائشہ سے روایت ہو کہ کبھی نہ دیکھا میں نے رسول اللہ کو پائخانہ سے نکلتے ہوئے بے آب رست کیے پانی سے۔ اب خدا کے واسطے ہو کہ کوئی یہ بتاے کہ اس حدیث میں کہاں اسکا ذکر ہے کہ پائخانہ اور جگہ پھرنے اور آب رست دوسری

کوئی حدیث صریح اس بارہ میں نہیں ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی
 نفی کلی کر رہے ہیں اور خود حدیث میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے
 سمجھا جاسکے ناہمین پیشاب ہی کا ذکر ہے۔ پھر ہزاروں اداہنام اسکو کیا
 کہہ سکتے ہیں کہ جواز فعل عمری کے لیے حضرت پر یہ ظلم کیا گیا حالانکہ حضرت
 عائشہ کی اس روایت سے کہ کبھی بغیر کدست کیے آپ پانی سے باہر نہ آتے
 اس احتمال کو بالکل قطع کر دیا کہ کبھی آپ نے کلمہ رخ نہ کیا ہو۔ کیونکہ اس روایت
 کے صریح مطلب تو یہی ہیں کہ کبھی ایسا ہوا ہی نہیں کہ آپ نے پانی سے
 آبدست نہ لیا ہو جس سے نفی کلی ہو گئی کلوغ لینے کی یہ جائیکہ انہی روایت
 سے کلوغ لینے کا اثبات کیا جائے اور اگر ان سب سے بھی قطع نظر کیا جائے
 تو مولوی صاحب کو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اسکا تو ان کو اقرار بھی ہے کہ اگر
 بغرض محال کلوغ بھی لیتے تو اسکی طہارت پھر پانی سے کر لیتے۔ پس کیا الفح
 ہوا کیونکہ وہ کلمہ رخ اگر کافری ہوتا تو پھر حضرت اسکی طہارت پانی سے کیوں
 کر نہ کر لیتے جو نہ سب حضرت عمرؓ اور اہل سنت میں جاری و ساری ہے کہ پانی
 رہتے ہوئے بھی وہ کلمہ رخ ہی لیتے ہیں اور اسکو سطر اور پاک کر لے والا سمجھتے
 ہیں حالانکہ انہی والی روایت وغیرہ میں بھی بصرحت مذکور ہے کہ ہم
 ہمیشہ پانی لجا یا کرتے تھے آبدست کے لیے اور اسی کی بویہ وہ روایت بھی
 ہے جسے مولوی صاحب جامع ترمذی و مسند احمد و مسند بیہقی و مسند بزار
 و مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں عن عائشہ قالت
 للنساء مرنا اذوا جئنا ان یغتسلوا انشرا العناط والبول بالماء
 فان رسول الله كان یفعله وانا استحي منه ورجس منہ جس سے معلوم ہوا
 کہ حضرت عائشہ حکم دیتی ہیں عورتوں کو کہ اپنے شہرہ دن سے کہیں کہ
 وہ یا کھانا اور پیشاب کو پانی سے دھویا کریں کہ رسولؐ شریون ہی
 کرتے تھے۔

آن نفسوس صریحہ کو دیکھ کر بھی مولوی صاحب اسی فکر میں ہیں کہ حضرت
عمرؓ کے کلوح کو افضل رسول ثابت کرنا ثابت عجیب ہو۔
تہر حال جب خود شاہ ولی اللہ نے اقرار کیا ہے کہ کوئی حدیث مرفوعہ
نہیں ہے اس بارے میں بلکہ صرف فعل عمرؓ سے ثابت ہے صریحہ صریحہ
میں اسکو لکھا ہے اور خود مولوی صاحب نے بھی اقرار کیا کہ کوئی حدیث
صریحہ اس بارے میں نہیں ہے تو محض ان کی ذاتی اور شخصی سمجھ سے کیونکر
حضرت کا کلوح لینا ثابت ہوا سکتا ہے حالانکہ تصریح اہل سنت
ثابت ہے کہ خود صحابہ کی محض فہم اور سمجھ سے استدلال نہیں ہو سکتا
وہ حجت نہیں۔

افسوس ہو کہ حضرات اہل سنت صرف مخالفت خدا و رسول ہی پر نہیں
اکتفا کرتے بلکہ اپسر پر قرتی بھی کرتے ہیں کہ خود حضرت کو اپنی ایجاد
کردہ شریعت کا تابع و پیرو بنانا چاہتے ہیں جو صریح مخالفت خدا
و رسول ہے۔

بہر حال ہر ظاہر میں ان کے اہتمام و پابندی کلوح سے یہی گمان
کر لیا کہ یہ لوگ ایسے پابند سنت ہیں کہ بلا خیال و شرم و حیا از غلاتی
وہ بات کر رہے ہیں جس سے دیکھنے والے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور اگر
بات حجت کی بھی ضرورت ہو تو منہ پھیر کر باتیں کریں۔ مگر اب پردہ
فاش ہو گیا اور سب کو معلوم ہوا کہ سنت رسول نہیں ہے بلکہ سنت عمری
ہے جس کی اس طرح تعمیل کی جا رہی ہے۔ کہ آئندہ دور و نزدیک خیال
ہے نہ کا کیونکہ سنت رسول تو معلوم ہوتی ہے کہ پیشاب
کی طہارت پانی سے کی جائے نہ خاک و کلوح جس کے بارے میں
کوئی حدیث نہیں۔

اب اس کلوح لینے کی ترکیب بھی سن لیجیے کہ ہر ایہ و شرح و تالیہ یا دیگر

کتب مشرق و مغرب اہل سنت میں اسکی ترکیب نہیں کسی سے کہ پیشاب میں
 کسی طرح کھونچ لیا جائے مگر یہ لوی مبدائی صاحب اس کھونچ پر ایسا فریضہ
 میں کہ سائیکہ شیعہ و قاریہ میں سمجھتے ہیں وہاں کہ استنجاء من العناط و
 ذکر الزنا و ساقی کیفیت من البول ان یاخذہ بشمال و غیرہ علی
 جہاں او و جہاں و مدار و ذکر الشر بنیال ان یاخذہ بالرجل لا یتزل
 حتی یزول الشر البول ویصلحت قبل او یصومش او یغسل
 او غیر ذلک و فی المقدمات الخزنہ یہ یفعل المرأة کما یفعل الرجل
 الا انہ لا یتزل و علیہا بل صبا فرغت من البول و العناط
 نہ ہر ساعت لطیفہ نور میجو قبلہا و دبرہا یا لا جہاں ثم یستنجی
 یا لا جہاں صحت یعنی ہر حکم استنجا کا شرح و قاریہ میں مذکور ہے
 وہاں خانہ سے تعلق ہے پیشاب کے کھونچ کی کیفیت زائد ہی ہے یہ بھی
 ہے کہ بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دیوار پر پتھر یا ڈھیلے پر گرین گے اور
 شر بنیالی کے گھاسے نہ مڑ دیکھا ہے بعد بول استبراک سے جس سے اثر
 بول جاتا رہے اور قلب اسکا مطمئن ہو جائے مثل کر یا کھنچ کر کے یا اور
 کسی طرح اور مقدمہ غزوہ میں ہے کہ عورتیں بھی اسی طرح کھونچ لیں
 جیسا کہ مرد لیتے ہیں استبراک کی ضرورت نہیں پیشاب کر کے تھوڑی
 دیر گھر جائیں اسکے بعد غسل و دبر کو تھیر کے ٹکڑوں سے صاف کریں

۱۵ اس طرح ہے کہ پہلا آجیلہ پکے سے لاوے اور دوسرا آگے سے اور تیسرا پکے سے گری
 کے زمانہ میں اور آگے سے لاوے پہلا اور تیسرا چار سے کے دنوں میں کیونکہ گریوں بن خستہ
 لکے رہتے ہیں بچے کی طرف تو آگے سے لانے میں خوف تلوع نجاست ہو پھر آگے سے لانا
 اور بعد پکے سے لانا بہا لہ ہے طہارت میں اور چار سے کے دنوں میں چ نکہ یہ استرخا نہیں
 ہو تا اسلئے ہر آنہ ضرورت نہیں اور عورتوں کو ہمیشہ پکے پی سے لانا چاہیے چارہ گری میں

نکہ زنی نہیں کرے تا جب فرستاد

اسکے بعد کلونج لین۔

چونکہ حضرت عمر کی سنت یہ بھی تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔
اسی الزائغ انفا من عن عمر قال لای الذبی ابول قائما فقال یا عمر
لا تبیل قائما

اس وجہ سے تو مردوں کی سکی تعمیل ممکن ہے کہ دیوار کو شرف کلونج سے مشرق
کرین مگر عورتیں اس سنت کی کیونکر تعمیل کر سکیں۔ بھرا سکے کہ زانیہ یا غانون
میں مخروطی شکل کی دیوار بنائی جائے جس سے اس سنت کی تعمیل ہو سکے
اگر وہ حضرات جو کلونج لیتے ہیں غلیضہ دوم کی اس سنت پر عمل کرتے کہ
پانخانہ کی دیوار ہی کو غرت دیتے رہتے تو شاید اس قدر اسباب لگانے کی
ضرورت نہ ہوتی جس سے صاف ستھرے پانخانہ جنہر کچ کاری ہوئی رہتی
ہے چونکہ پھر ہر ہٹا ہے ان کلونج کے سبب ایسے گندہ ہوتے ہیں کہ ہر قدم
پر آدمی ٹھوکرین کھاتا ہے۔

ہاں ہاں خوب یاد آیا جس کتاب زاہدی سے مولوی عبدالحی صاحب نے کلونج
لینے کی ترکیب نقل کی ہے خود اسی مقدمہ حاشیہ شرح وقایہ میں غیر معتبر بھی
بناتے ہیں مگر اس کلونج کو وہ غرت ہو کہ غیر معتبر کتابوں سے بھی انکو مندر لانا ہوا
مولوی صاحب مدوح عمدۃ الریایہ میں لکھتے ہیں ومنها تصانیف الدائم
عقار بن محمود بن محمد الزاہدی معتزلی الاعتقاد حنفی الفروع
المستوفی سنۃ کالقین والمجاوی والجبیتی شرح مختصر القداوی و
زاد الاثر وغیر ذلک فقد قال فی تنقیح الفتاوی الحساب

سے تعجب ہو کہ ہر ایک رسول اللہ نے تبصریح تمام خود حضرت عمر کو کھڑے ہو کر پیشاب
کرنے کو منع کیا۔ مگر اس پر بھی شاہ صاحب اسکو مذہب عمری میں لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوا
کہ وہ اپنے مذہب سے باز نہ آئے اپنے اسی مذہب قدیم پر قائم رہے کہ پیشاب کھڑے
کھڑے کرنا چاہیے۔

نقل الزاهدی لا یعارض نقل المعتبر انفعالیہ فان ذکر است
 و بیان ان لا یستغنی عن ما نقله صاحب الفتن مخالفاً للفتاویٰ
 مسلم یضد نقل من غیره و مشلہ فی النہایض استغنی و فیہ ایضاً
 فی مواضع اخر الحادوی للزاهدی مشہور بنقل الروایات
 الضعیفۃ مثلاً

مسلمانو!

ابیمان تم ان روایتوں کو پھر سے پڑھو جو رسول
 سے اس بارے میں منقول ہوئیں اور حضرت عائشہ نے تادمہ رتوں سے
 بیان کیا کہ ہم اس شرم کے نہیں کہہ سکتے تم اپنے شوہروں کو کھادو۔
 ان سب پر بالاترید ہے کہ پیشاب کے کلورخ میں تو اس قدر کہہ رہے کہ
 کہ پانی رستے ہوئے کلورخ لیتے ہیں بلکہ بغیر کلورخ کے طہارت ہی نہیں ہوتی
 اور برخلات اسکے یا سخانہ میں کلورخ لینے کی کوئی پروا نہیں
 حالانکہ پاخانہ کی طہارت کلورخ وغیرہ سے ہی یقینی ہے کہ باطلاق شہر یقین
 سنت رسول سے ثابت ہے۔ یہاں تک کہ بعض صحابہ نے توہرت امسہر میں
 ایک دفعہ بھی پانی کا استعمال آپرست میں نہ کیا ہمیشہ دھیان اور تہجد کے
 کام چلاتے رہے جیسا کہ حافظ ابن حجر کہتے ہیں۔

وقد روی ابن ابی شیبہ بإسنادہ صحیح عن حذیفہ بن الیمان
 ان سئل عن الاستنجاء بالماء فقال اذا لیزال فی بیدی
 نین وعن نافع ابن عمر کان لا یستنجی بالماء وعن ابن الزبیر
 قال ما کننا نفعله ونقل ابن التین عن مالک انه انکر ان یکون
 النبی ص استنجی بالماء وعن ابن حبیب من المالک انہ منع الاستنجاء
 بالماء لانه معصوم۔ فقہ الباری ص ۱۱۱

ابن ابی شیبہ نے صحیح سندوں سے روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان سے
 کہ کسی نے سوال کیا پانی سے آپرست لینے کے بارے میں تو جواب دیا اگر

پانی سے آبرست لون تو کبھی ہاتھ سے بدبو نہ جائے۔ اور نافع روایت کرتے
ہیں کہ ابن جھر کبھی پانی سے آبرست نہ لیتے تھے اور ابن الزبیر کا
بیان ہے کہ کبھی ہم لوگ پانی سے آبرست نہ لیتے اور ابن انین ناقص
ہیں امام مالک سے کہ وہ اسکا انکار کرتے ہیں کہ کبھی حضرت نے آبرست
پانی سے لیا ہوا اور ابن حبیب سے روایت ہے جو مالکی ہے کہ پانی جو آبرست
کر نافع ہے کیونکہ پانی مطہر ہے پینے کی چیز ہے بلکہ یہاں تک ترقی کی
الگی ہے کہ رسول اللہ نے اور عام صحابہ کی طرف اسکی نسبت کر دی تھی کہ
کبھی نہ لیتے جیسا کہ حاشیہ ہر ایہ میں ہے مسئلہ حسن البصری عن
الاستیعاب بالملء فقال من فقیل لا کیف ورسول الله والخيار من الصحابة
فقد تركوه فقال اثموا انوا یبعرون بعدوا وانتم تشلطون
تلطوا صفحت

نوشائست اہلسنت کہ ایسے ایسے صحابی تھے طیف الطبع ان کے دین ایمان کے
مقتدا ہیں جنھوں نے کبھی آبرست ہی نہیں لیا۔ پھر کیوں نہ ایسی ناکجیالیاں
سوچیں۔ کہ خدا تو دشمن پر پور سرسج کرنے کا حکم دے اور یہ لوگ اسکا غسل
کریں۔ اور مشابہت میں خدا و رسول بالخصوص پانی سے طہارت کا حکم دے اور
یہ لوگ تبرعت خلیفہ دوم صرن دیوار برقص دین یا کلوخ لینے کو کافی
سمجھیں بلکہ ضروری اور اسکو اس طرح برہن کہ نہ شرم باقی رہے نہ حیا۔ اور
اسیر دعوی کریں اتباع سنت کا۔ اور یا کچھ نہ میں اس طرح سنت کی
مخالفت کی جائے کہ کبھی بھولے سے بھی کلوخ نہ لیں حالانکہ ابن عمر و
ابن الزبیر اس طرح اسکے پابند ہوں کہ مدت بعد آبرست نہ کریں۔ اب
بجز اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ اہل میں اہل سنت
عمری ہیں کہ انھیں بدعتوں کے پابند ہیں جسکے موجد
حضرت عمر تھے اور وہی افعال انکے سنت کہے جاتے ہیں

ہونا خدا سے نہ منطوق کیا کہ پاکخانہ کا کھرنچ چہ نگہ سنت رسول سے ثابت
 ہے لہذا یہاں اختلاف ہوا۔ غلات حضرت عمر واسے کھرنچ کے پیشاب
 میں کہ کسی نے اس میں نہ اختلاف کیا یہاں تک کہ اہل حدیث نے بھی
 اس پر کوئی اعتراض نہ کیا حالانکہ بہت سے مسائل میں ائمہ اربعہ کی مخالفت
 کرتے ہیں۔

شبیہ

اگر کوئی شبیہ کرے کہ زمین یا خاک بھی تو منطوق ہے۔ پھر پیشاب کو کون
 نہ پاک کرے۔ تو اگر یہ شبیہ کی اس جگہ نش نہیں رہی کیونکہ حسب حکم
 صلی اللہ علیہ وسلم لحدودہ ہم اسکے محکوم ہیں کہ جو حکم حضرت دین اسکی
 تعمیل کریں خواہ وہ حکم حضرت کے قول سے ثابت ہو خواہ تقریر سے۔ نہ
 اپنے دل سے آنحضرت کی جوا کہ جو قاعدہ پیشاب کی ہمارے حکم حضرت کے
 سفر کیا ہے کہ پانی سے ہلکی ہمارے کریں۔ اسکی پیروی کرنا چاہیے نہ اپنی
 خواہش کی تاہم واضح ہو کہ اصل طہریاتی ہے جیسا کہ امام شوکانی فرماتے
 ہیں۔ ولما هو الاصل فلا تطهیر فلا یقوہ غیرہ مقامہ الا
 ہذا من الشارع نواب صدیق حسن خان اسکی شرح میں کہتے ہیں۔
 لان کون الاصل فلا تطهیر هو الماء قد وصف بذلك
 في الكتاب والسنة مطلقا غير مقيد بل قوله الماء ظهور
 في شدة الی ما ذکرنا اشارة ايشهد انہ قواعد علم المعانی
 وعلم الاصول فاذا ثبت عن الشارع ان تطهیر شی من
 المسکونات یکون بغیر الماء کسیر النعل بالارض ونحو ذلك
 کانت الماء غیر معین فی تطهیر تلك النجاسات بخصوصها وتعیین
 فی اعدادها وهذا هو الحق غیر
 یعنی ہمارے دین اصل شے پانی ہے دوسری چیز اسکے قائم مقام نہیں ہو سکتی

مگر باذن شارع کو نہ کہ کتاب و سنت میں پانی کو بلا کسی قید کے مٹھ کر لیا ہو
بلکہ حضرت کا قول العلماء طہور صفات تراکو بتا رہا ہے پس جب شارع
کے کسی چیز کا ظاہر ہونا پانی کے سوا اور کسی چیز سے ثابت ہو تو البتہ
اسکی طہارت آویج ہو سکتی ہے جیسا کہ جوہر کے تیلے کے بارے میں ہر
کہ زمین کے گھسنے سے پاک ہو جاتا ہے اسکے سوا اور جتنی نجاستیں ہوں
ہیں کہ اسکا مٹھ کر کوئی خاص نہیں بیان کیا گیا ہے وہ سب پانی سے
پاک ہو گا۔

پس جب یہ عام قاعدہ مقرر ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ پیشاب کے
بارے میں کیا حکم ہے؟ کتاب و سنت کے احکام تو مذکور ہوئے کہ اسکی
طہارت صرف پانی سے ہوتی ہے۔ مگر بحالفت اُن سب کے حضرت عمرؓ نے
دیوارِ حجر کو بھی پیشاب کا ایک کرنے والا قرار دیا تو اب مسلمانوں کو
اختیار ہے جس کی چاہیں پیروی کریں لطف تو یہ ہے کہ
امام ابو حنیفہؒ پیشاب کو نجاسات غلیظہ شمار کرتے ہیں جس کی طہارت بغیر
پانی کے نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ کپڑے میں اگر پیشاب لگا ہو اور وہ خشک
ہو جائے تو بغیر دھوئے ظاہر نہیں ہو سکتا (دیکھو ہریم) اور اہل صریح
کے یہاں تو زمین پر بھی اگر پیشاب پڑ جائے تو پانی اُس کا مٹھ رہے
مگر حضرت عمرؓ کا کلیح ایسا مٹھ رہے کہ ان سب خصوصیات صریح
کتاب و سنت کو بالائے طاق رکھ کر پیشاب کو ظاہر کر دیتا ہے اور بغیر
کسی خیال کے اُسی طہارتِ خاکی سے نماز پڑھی جاتی ہے اور اتنی توفیق
نہیں ہوتی کہ مطابق حکمِ خدا و رسول پانی سے تو اسکو پاک کر لیں حالانکہ
احادیث سابقہ سے معلوم ہو چکا کہ اس کی وجہ سے بالخصوص عذاب
قبر ہوتا ہے۔

یہ بھی کہ رنجیکہ شاست کی تاکید طہارت بول میں کیون زیادہ ہے
اسکی وہ بہت ہے کہ کفار و مشرکین عام طور پر اسکو نہیں جانتے
نجات پا کھانہ کے میں سے لغت و استنکاء طبعی ہے ایسے بہت سے زیادہ
استہام کیا گیا بیشاب کی طہارت میں جو رقیق مثل پانی کے ہوتا ہے۔ اور
غیر پابندان مذہب اسکو لائق اعتنا بھی نہیں جانتے۔ ایسے بہت سے ایسے
زیادہ انکام کیا گیا اور اسکا طہر پانی کے اور کوئی چیز نہیں۔ غلات
خالطہ کے کہ وہ خلیقہ الغلام ہے اسکا طہر شے غلیظ ہو سکتا ہے بیساکہ
ہا یہ میں بھی اسکی تصریح مذکور ہے پتا چھ موزہ وغیرہ کی طہارت میں
سے دفع عصب لایعوز حتیٰ یفسد لای المسح بالارض بکثرة ولا یطهر
کہ اگر جو زمین تر خواست لگ جائے تو زمین پر گھسنے سے نہیں پاک
ہوگا کیونکہ زمین اسی خواست کو بڑھا دے گی نہ کہ اسکو لامر کرے۔ پس
یہ ہے کہ جوہ کی تر خواست تو زمین پر گھسنے سے نہ پاک ہو اور بیشاب
کی خواست مقام بیشاب کے گرنے سے زمین پر دیوار پر پاک ہو جائے
پھر اسی ہا یہ میں سے فائ اصاب بول فیہیں بخیر حتیٰ یفسد
یعنی اگر جوہ پر بیشاب پڑ جائے اور خشک بھی ہو جائے تو نہ ظاہر ہو گا
جب تک وہ باغوا ہے۔

بہر حال چونکہ مقصود آٹلی یہاں اسقدر ہے کہ کوئی نینا فعل ناجائز
ہے بہرنت رسول شری ہے کہ اسکی طہارت پانی سے کی جائے لہذا علامہ
امادیث مذکور کو بالادو چار حدیثیں اور خاص صخر بخاری کی لکھی جاتی
ہیں۔ باب الاستنجاء بالماء قال سمعت عن انس بن مالک
یقول کان النبی اذا خرج لحاجۃ اجمدنا وغلام معنا ادا وۃ
من ماء یعنی یستنجی بہ۔ باب من حمل الماء لظہور و
قال بود والیس فیکم صاحبہ لنعلمین والظہور والوسلۃ

ذلک فعلم اذ الشرب مطلقا مستحضراہ والتفصیلا لانا
 لخص بحال الشرب بحماہل علیہ سیاق الروایۃ الی قبلہ
 یعنی ممکن ہے کہ برتن میں پھر گنے کی ممانعت میں بیان یہ حکمت ہو
 کہ چونکہ غالب خلاق مومنین سے ہی ہے کہ حضرت کے فعل کی
 حرکات میں تمانی کریں اور حضرت کی عادت یہ تھی کہ جب پیاب کرتے
 تو اس کے بعد وضو کرتے اور یہ بھی ثابت ہو کہ حضرت نے بچا ہوا پانی
 وضو کا نوش بھی فرمایا۔ پس چونکہ مومنین اس فعل میں بھی حضرت کی
 تمانی کریں گے لہذا اب شرب کو بتا دیا کیونکہ طہارت آب کا پھوسکنا
 ایک وقت میں ہوتا ہے جب آدمی پانی پیتا ہو۔

پس اسے قسمت تالیف دوم و تمانی اہل سنت کہ خلاق مومنین سے
 محروم ہے جنہوں نے سنت رسول کی تمانی کیا اور بحال طہارت آب کے
 ناک کی گھارت انکو پسندائی۔ کلوخ لینے کو اپنا شعار بنایا۔ انہوں
 سے افسوس۔

بہر حال میں نفرو نے کہ جب حضرت پیاب کرتے تو اس کے بعد
 وضو کرتے صاف بتا دیا کہ حضرت کی طہارت جب ہوتی تو پانی سے۔
 تو اب سنت رسول کو ترک کر کے سنت عمری پر عمل کرنا کون مسلمان
 قبول کر سکتا ہے۔

بہر حال ان حدیثوں سے اہل سنت عموما اور اہل حدیث خصوصا
 سمجھ سکتے ہیں کہ خدا در رسول نے اس سنت کے اجر میں کتنی کوشش کی
 اور کس طرح سے احکام صادر فرمائے ہیں کہ ہمیں تو ان لوگوں کی
 وجہ دشمنی ہو اس پانی والی طہارت کے عادی تھے اور اپنے فعل
 و طرز عمل سے تو ہمیشہ حضرت نے ہی ثابت کیا کہ طہارت یوں ہی

۱۱ اہل سنت اس میں بھی مخالفت کرتے ہیں ۱۱

کرتی جیسا ہے۔ مگر حضرت عمرؓ نے قدیمی سنت مشرکین کو جاری کر کے ان
سب احکام رسولؐ کو منسوخ کر دیا جس سے عام طور پر بلا اختلاف پانچوں
مذہب میں اسنے رواج پایا اور رسول اللہؐ کی ساری سنت اس مادہ
میں بر باد گئی۔

لطف یہ ہے کہ خود حضرت عمرؓ قیاس و رائے کو مخالف سنت کہتے ہیں
اور ان سب لوگوں کو اندازے دین سے بتاتے ہیں مگر خود حضرت عمرؓ کی رائے
اور ان کا قیاس ایسا ہے کہ نہ کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہیں جیسا
تو ان کے قیاس نے رواج عام پایا کہ جیسا پانچاٹھ میں کلورخ لینا جائز ہے
پیشاب میں بھی کلورخ لینا چاہیے۔ اور تاحی اہل سنت نے اس رائے
اور قیاس کو ان کے قبول کر لیا اور سنت رسولؐ کا کسی کو خیال نہ رہا
اب آخر میں ہم ایک اور حدیث لکھتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ حضرت کو
بول کا طہارت میں کس قدر اہتمام تھا کتاب مجمع الزوائد میں ہے۔
باب الا رتباء للبول۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ یتبوع
لبولہ کما یتبوع لمذکر۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط وھو من
روایۃ یحییٰ بن عبید بن زبیب عن ابیہ ولم یمن من ذکرھما وبقیہ
رجلہ موثقون

اس حدیث سے ہر شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ رسولؐ پیشاب
کے لیے کس قسم کا اہتمام کرتے تھے اور حضرت عمرؓ نے اس کو کس طرح
مٹایا۔
یہی وجہ ہے کہ جو لوگ سنت رسولؐ کے خاص پیرو تھے وہ ان صحابہ کو

۱۱۱ ازاتہ الخفا میں خلیفہ دوم کا خطبہ مذکور ہے قال قام عبد بن الخطاب فی الناس
فقال ھیالنا اس الا ان اصحاب الراء اعدل۔ السنۃ ۱۳

برسنت عمری کہتے تھے ان الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے کہ شرع متاثرین
 ہے ورولا علی ذلک ما نضی بقول اعدائہ بوال علی عقیدتہ
 جناب امیر نے ایک صحابی کے بارے میں فرمایا میں نہیں سننا اس اعرابی
 کے قول کو جو اپنے عقب پر پیشاب کیا کرتا۔ مولوی عبدالحلیم صاحب
 قسمل لاقیمار میں اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کائن من عادة العرب
 الجلوس محتبیا والبول فمکان جلوسا فیہ اذا احتاجوا الیہ و
 عدم المبالاة بان یصیب لبول اعقابہم وذلک من الجهل وقلة
 احتیاطہم

اس عبارت سے بدیہہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحابہ کی خلعتی عادتوں
 نے ابھی تک اپنے استقلال کو نہ چھوڑا تھا کیونکہ جس وقت کی یہ حدیث
 سے کم سے کم جو بیس بیس رعات رسول کو گزر چکے تھے مگر وہ
 عادت نہ چھوڑی جو نہ بیاہلیت سے پڑی تھی کہ پیشاب کی نجاست
 کا خیال نہ کریں بہانہ بھیجتے ہوں، میں پیشاب کر دین اور اپنی
 جمالت چھڑے رہیں جس سے آخر پیشاب نہ کرنے ان صحابہ کی حدیث
 رد کر دی۔

خدا کرے اب سے بھی اہل اسلام حضرت عمر کے اس فعل کو بدعت سمجھیں

فیه نہی عن الاحتباء فی ثوب واحد ہوان یضم رجلہ الی بطنہ
 بثوب یجمعہا بہ مع ظمراہ ویشدہ علیہا وقد یكون بالیدین وهذا
 لانہما تحرك او تحرك الثوب قبلا وعدراتہ ورایتہ محتبیا بیدہ
 الاحتباء ان یجلس حیث یکون رکبتاہ منصوبتین وبطنہا قدما موعظین
 علی الارض ویداہ موعظتین علی سابقہ صفحہ ۳۲ مجمع البحار الاروار

گجراتی

جیسا کہ مسئلہ تراویح و مسئلہ طلاق ثلاثین انکی بدعت کا اقرار کیا تاکہ اہل
سلمانوں کو طہارت کی پابندی ہو جس سے نماز و روزہ و دیگر ارکان میں
تو درست ہوں جیسا کہ نام نوی کا قول سابقہ قوم ہوا اور شرح ہدایہ میں
بصراحت لکھا ہے کہ اس زمانہ میں پانی والی طہارت زیادہ مناسب ہو۔ اگر
عقائد مذہبی میں نہیں اتفاق ہوتا تو اعلیٰ ظاہری میں توکل سلطان شفق
ہوں تاکہ غیروں کو معلوم ہو کہ کل سلطان ایک خدا و رسول کے احکام کے
تابع ہیں۔ کیونکہ اب عام طور پر یہ ثابت ہو گئی کہ حضرت عمر موجود بدعت
تھے۔ پھر آپ اہل حدیث یا اہل سنت ہو کر کیوں ان کی بدعتوں
کی پیروی کرتے ہیں۔

دیکھیے مولوی وکیل احمد صاحب کہتے ہیں بعض حضرات نے
مولوی صدیق حسن بھوپالی کو غضب ہی کیا حضرت عمر کو صاف و
صریح خاطی قرار دیا ہے انتقاد الترجیح مسائل محققین لکھتے ہیں
واما قوله (عمر) نعم البداعہ فلیس فی البداعۃ ما یمدح بل کل
بداعۃ ضلالۃ۔ پھر نہایت بیباکی سے حضرت عمر کو فخر بدعت و
ضلات ٹھہرایا عبارت اسکی بقدر ضرورت بیان بھی جاتی ہے۔

لیس المراد بسنة الخلقاء الا طریقتهم الموافقة بطریقہ من
جہاد الاعلاء و تقویہ شعائر الدین و نحوہا و معلوم من
قواعد الشریعۃ ان لیس بخلیفۃ راشد ان یشیع طریقہ
غیر ما کان علی النبی ثم ان عمر نفسه الخلیفۃ الراشد
سمیہ اراہ من تجمیع صلوات بداعہ و لم یقل
انہ اسنة۔

اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ اس شخص نے (صدیق حسن خان)

سے دیکھا منتر فی زمانہ ص ۱۱۱

جماعت تراویح کو مخالف سرور عالم سمجھ کے اسپر طلاق سنت کا ناجائز
نیاں ہے اصل حق امریکہ صحت ہے

پس باوصف ان اقرار ان کے اب کیا ضرورت ہے کہ اسی برعت
کی پیروی کی جائے جس کے نہ ہمارے حاصل ہو نہ نماز درست ہو اور
اسکے علاوہ برعتی کمالات سالانہ دعویٰ کیا جاتا ہے تباع سنت کا

وہذا الخیر الکلام فی هذا المقام وليس لمقصود المشت

الشیخ فی حل الاسکام فانها قد ضاعت اذارت

فی تلك الايام والخروج عوینا ان الحمد لله

رب العلمین والصلوة علی سید المرسلین

والسلام علی من تبع

المهدی خیر العبد الفقیر خدام

الشکرع الاطهر السید

علیٰ خیر

غفره الله

اکبر

جمادی الاولیٰ

سال ۱۳۲۵

عمری

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ مولوی مبارک علی صاحب

اہل طریقت کی تصنیفات سے ہر جو طبع نصاریٰ

دلی میں مستعد میں عجیب تھا خیال تمام حجت میں

وہ خلاصہ کے پیشانی کرنا ہوں کہ کہ سے کم بل حدیث و اسیر علی کریم

اس رسالہ میں صرف وہ جدید ترین کمال دی گئی ہیں جو نامور از حدیث

تخلیق کے ساتھ ایک حجت برپا کیا گیا ہو غلطیاں

جمل رسالہ پر ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على رسول الله الكريم
 صلاوة الله عليه وآله وسلم أما بعد فقير حقير سر ایا نصیر سید محمد مبارک علی حبلہ برادران
 اہل اسلام و تبع سنت خیر الانام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ درینوں ایک فتویٰ دربارہ سنت
 و صیلا لینے بعد پیشاب کے فرم ہو امیر مولوی محمد عثمان میاں جی حسین شاہ دلائی دقانی حاکم شہ
 و بشارت خان وغیرہ جاری ہوا ہو خلاصہ مضمون فتویٰ کا یہ ہے کہ بعد پیشاب کے دھینے سے
 استنجا کرنا سنت ہو اور جو لوگ کہ باسراع رسول تعالین بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے ہیں
 گمراہ ہیں اور شل رو فض وغیرہ کے اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں اور انکے پیچھے ہرگز نماز
 نہیں ہوتی تہود بالشر من ذلک الفہم اس فتویٰ نامہ اب کو دیکھ کر یہ یقین ہو کہ علم و عقل
 دونوں سے بے بہرہ ہیں بخت فسوس ہوا اور بیانتہ یہ مصرع زبانی آ رہا ہے

برین عقل و دانش بیامید گریست

فسوس افسوس مبعث کا ایسا زور ہوا کہ سنت کے نام کو لگ چلے گئے ہیں بدعت کو نام سنت

اقوال اور صاحبین حدیث سے ایک دوسرے سے منسلک ہونے سے استنباط کیا گیا ہے کہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا
 علاوہ برین حدیث شریف سے آپ کو کیا علاقہ کیونکہ قول و فعل رسول پر عمل کرنا تو ہم
 بعد از ان کا حصہ ہے۔ تم تو کئی قدر ہی سے مختار و غیرہ کے گھونٹے والے ہو ذرا غور کر کے ملاحظہ
 فرمائیے اس حدیث کا خلاف انہیں بخوبی سمجھ ہی چکا ہوگا۔ دیکھو پیشاب جانوران ماکول لحم کو کسی کتاب
 میں نجاست خفیفہ اور کسی میں پاک لکھا ہوا حالانکہ حدیث صحیحہ فتویٰ جو ثبوت میں آتے
 ہو مطلق ہے عام پیشابوں سے استنزاہ حاصل کرنے کو شامل ہو چنانچہ ان مختار و غیرہ میں
 لکھا ہوا ہے کہ اگرچہ چارم حصہ یا دھب پوشیدنی کا پیشاب جانوران ماکول میں نہ ہو بلکہ تو
 نماز ہو جاتی ہے و عقی دو بار بدن و ثوب و نوکتی را دھو اختیار یعنی صاف ہو تا م بدن اور
 ہر تھالی سے کہ اگرچہ کپڑا بڑا ہو اور نہ ہی مختار ہو اور آگے جا کر تو غسل فرماتے ہیں من نجاسة
 تخفف كبول ماکول و مت الغریر و طهره غسل یعنی معافی ہر نجاست خفیفہ سے جیسے پیشاب
 جانوران ماکول و مای سم سے ہو گھر کا پیشاب و رجنے جانور حال میں سے پیشاب امام محمد
 نے ظاہر کیا ہے پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہو کہ پیشاب سے نہ بچنے پر اگر عذاب فہر ہوگا تو یہ حصہ
 تمام نہاد خفیون کے ہے کہ جو پیشاب نجاست خفیفہ اور پاک بتلاتے ہیں نہ یہ کہ عیدان عالمان
 بالحدیث کا اور یہ جواب فرماتے ہیں کہ پوری پائی جب حاصل ہوتی ہے کہ ڈھیلے ورنہ قطر کا
 خطرو رہتا ہے یہ آپ کا محض وہاں ہے کہ تم قول و فعل رسول شریف میں عیب ظاہر کرتے ہو احمی
 صاحب اس کے قطر کے خطرو کا علاج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا ہے کہ بعد
 وضو کے پانی اپنی شرمگاہ پر چھڑک لیا کرے چنانچہ امام احمد بیچ مستد کے اور حاکم بیچ مستد
 کے اور دارقطنی اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اذا فی جبریل فی اول و الاوحی فی فعلہ فی الوضوء والصلوة فلما فرغ من الوضوء اخذ غرة
 من الماء فصبہا فوجہ یعنی جبریل بیچ موت کے کہ بتلانی زمانہ نزل وحی کا تھا نزدیک سیرک
 پس مجھ کو وضو اور نماز تعلیم کی پس جب کہ وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی لیا پس چھڑکا اس
 پانی کو اپنی شرمگاہ پر اور شیخ عبدالحق صاحب اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں و صحیح است کہ ہر
 پاشیدان آہست بعد وضو سے دفع تطریق دوساں کہ اگر تری دراز را نہ شود در دوساں سفید

اقول جس سے برتر دین اس عقل پر دین میں حدیث اور روایت کی حدیث کا ایک ہی مضمون
 ہو یعنی تاکید پر پیشاب سے بچنے کی اور پاکیزگی حاصل کرنے کی واسطے اور خجھکا ہوا کھینچ کر ہڈیاں
 کیا تھامو کہ جو معلوم ہو کہ جسے بعضی آیت بعضی حدیث کی تفسیر ہوئی اور اسی طرح بعضی حدیث
 بعضی حدیث کی تفسیر ہوئی اور ان دونوں حدیثوں کی تفسیر ایک قیود حدیث ہو تو مذہبی کی جو
 ہر ایک حدیث کا تفسیر اور ایک حدیث کی تفسیر ہو تو وہ اپنے ثبوت میں تفسیر فرماتے ہیں
 کہ ایک حدیث کا لایستہ کیا ہے یعنی نہیں کھینچا تھا ستر اپنے کو کہ نظر نہ کھایا اور باقی نہ ہو کہ
 مسوقت پر پیشاب کہ جس کی طرف سے سنت کے تو بالکل قطعی نہیں رہتا یہ بھی سنت ہے تو ان
 صاحبوں نے پہلے لفظ لایستہ نہ دلا لایستہ کا مطلب تو کچھ لیا ہوتا کہ موافق ہو یا مخالف بقول
 شخصے مصحح پر کار کی کتب عقل کہ از آید پیشانی اگر یہ بات سبب حاصل ہوتی ہو کہ جب
 عقل ہو اور عقل نہیں دوم دماغ کو مانا نہ تھا نہ شاید تیسری دلیل بھیجے عن ابی یوسف
 وجابر عن انس عن عائشة ان یطهر فیہ ارجال حیون ان یطهر فیہ وادہ یحب لمطہرین
 یعنی روایت ہے ابو یوسف و جابر و انس و عائشہ رضی اللہ عنہم سے یہ تین صاحب دلیل ان قدر روایت
 کرتے ہیں کہ جب وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ بیچ اس سجدہ کے چاند مرد ہیں کہ دست رکھتے
 ہیں یعنی بجالانہ کرتے ہیں بیچ طہارت کے اور اسے قتالی دوست رکھتا ہے بجالانہ کرنا تو ان
 بیچ طہارت کے اور وہ سب سے گروہ کے انصار ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یا معشر الانصار ان الله تعالی قد ثنی علیکم فی طهورکم فطاهروکم قالوا انی صا للصلو
 ولفعل من الجنایة و نستنجی بالماء قال فیہود ان فلیکم وہ رواہ ابن ماجہ یعنی
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گروہ انصار پر تنبیہ کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تعریف
 کرتا ہے اور تمہارے بیچ طہارت کے پس کیا ہے طہارت تمہاری اور کیونکہ کرتے ہو اسکو
 اور کیا بجالانہ کرتے ہو بیچ اسکے کہا گروہ انصار نے دھو کر تے ہیں ہم داسے نازکے
 اور غسل کرتے ہیں ہم جنابت سے اور استنجا کرتے ہیں پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے پس تعریف کرنا اللہ تعالیٰ کا اور تمہارے سبب اسکے ہے یعنی غسل ہے پانی سے
 دھو بھی پانی سے اور استنجا بھی پانی سے کرتے ہو پس لازم کہ پڑو کہ اسکو یعنی بطور لازمی ہمیشہ

پانی سے آنجا کرتے۔ یہودیوں کا کیا اسکے ابن مہر نے ملاوہ ازین احادیث مذکورہ بالا کے
میں وہیہب کے علاوہ جبالا بالاتفاق اس امر پر متفق ہیں کہ جو پاکیزگی اور صفائی پانی سے
مکمل ہوتی ہو وہ صفائی کسی چیز سے مکمل نہیں ہوتی۔

قال چنانچہ قرون ثلاثہ میں قائل حضرت عمر کا ہوا مصنف ابن ابی شیبہ میں بقول
سے عن یسار کان علی اذبال مسود ذکرہ بحایطہ او جرح لمریضہ
یعنی تھے حضرت عمر جب پیشاب کرتے آگائے ستر اپنے کو ساندا دیوار کے یا پتھر کے
اور لگاتے ہوئے پانی۔

اقول اسے مقتیان صاحبان میں تمسید کتابوں کے نام میں سے کسی نے ابھی تک اپنی
آنکھ سے مصنف ابن ابی شیبہ کو نہ دیکھا ہو گا اگر اس اثر کی حقیقت آگاہ معلوم ہوتی تو ہرگز اس
سے استدلال نہ کرتے سچ سے جبکہ شی بھی ویسے ہی بہت کسی شے کی انکار نہ بہر
کر دیتی ہے تو بہت تقلید نے لکھا انکار اور بہر کر دیا۔

افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس ہے مقتیان صاحبان بالفرض والتقدیر اس اثر
حضرت عمر کو نہ تھا لیکن صحیح بھی مان لیا جائے تو آپ کی تقلید اس وقت پوری ہو کہ جب تک آپ
بھی بعد پیشاب کے مٹر کو دیوار یا زمین سے لگا یا کریں۔ یہ ڈھیلا جواب لینے میں
موجود ہیں اثر حضرت عمر کے خلاف حضرت عمر کے کرتے ہیں اور بعد ڈھیلے کے
پانی سے جو دھوتے ہو یہ اور خلاف حضرت عمر کا ہو کہ یہ نہ دھوئے۔ امام جو انیر
فقہ اثر مذکور کا اوصاف کہہ رہے کہ مٹ زمین اور دیوار کے لگائے پر کفایت
کرتے اور نہ چھوئے تھے پانی کو اور آپ اپنے دھوی میں اثر مذکور کر چکے ہیں کہ پوری پانی
جب ہوتی ہو کہ پہلے ڈھیلا لے اور پھر پانی سے دھو دے تو آپ کی اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ حضرت عمر بھی آدمی طہارت کرتے تھے اور ہمیشہ آپ کے نزدیک جو جب
اثر مذکور آپ کے سب نوینین مگر آدھے غلبہ حضرت عمر بھی رہے نمودار شد من ذلک۔ ذرا
سوچ سمجھ کے باتین کیا کر بغیر سوچے سمجھے بات کرنا شیوہ اتفاق ہو۔

قال اور حضرت نے فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين من بعدی یعنی

میر سے طریقہ کو پکڑو اور میر سے خلفاء راشدین کے طریقہ کو پکڑو اور حضرت عمر خلفا سے
راشدین سے ہیں حضرت عمر کا طریقہ پکڑنا ایسا ہے جیسا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
کا طریقہ پکڑنا جس سے صحابیوں نے وہیلا لینا اور اسکے بعد پانی سے دھونا
تین سنت اسلام جو۔

اقول بیشک یہ حدیث صحیح ہے مگر اسکے سمجھنے سے آپ صاحبوں کے افہام قاصر ہیں
اور قیاس مع الفارق مفتی صاحب تحریرین فتویٰ توفیق دین سے محض حرام ہیں لیکن
جن نحو خیر نے اس فتویٰ پر العبد کیسے ہیں وہ بالکل جاہل بلکہ اہل بن اوی نادان
علم حدیث علیکم لبسفتی و سنتہ الخلفاء الراشدین سے بیان وہی پابندی سنت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو کہ جس طرح خلفاء راشدین اسکے پابند رہے ہیں اس طرح
تم بھی پابند سنت رسول ہو نہ یہ کہ ان کا قول فعل بغیر کی سنت ہو جیسے باوجود موجود
ہونے قول فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا آپکو نہیں معلوم کہ جب کسی فعل
کسی صحابہ یا خلفاء راشدین سے خلاف سنت صحابہ دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے تھے
چنانچہ مسلم شریف میں کئی حدیثیں اس مدعا پر موجود ہیں ایک دو بیان کجائی ہیں
عن عبد الرحمن بن یزید یقول صلی اللہ علیہ وسلم عنہ یعنی اربعۃ رکعات
فقیل ذلک لعبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرجع ثم قال صلیت مع النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی رکعتین و صلیت معہ ثم قال صلیت معہ یعنی رکعتین و صلیت
معہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یعنی رکعتین قلت اخطی من اربع رکعات رکعتان
مستقبلتان یعنی عبد الرحمن نے کہا انا زبیری ہمارے ساتھ حضرت عثمان نے نماز میں چار رکعت
اور کسی نے کہا اگر عبد اللہ بن مسعود سے کیا تو انھوں نے کہا انا شرا وانا ابیہ لاجون
پھر کہنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں دو رکعت پڑھی اور
ابو بکر صدیق کیساتھ دو رکعت اور عمر ابن الخطاب کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو میں
اسید کرتا ہوں کہ چاہے وہی رکعت پڑھی ہو میں تو بہتر تھا شام زیدی علیہ الرحمۃ اس
حدیث کی شرح میں بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کو یہ مخالفت حضرت عثمان کی

بری معلوم ہوئی اور حضرت عثمان کے فعل پر ایسا حسرت و انوس کر کے اناللہ وانا الیہ
 راجعون پڑھا کہ کسی کسی عزیز کے مرنے پر پڑھتے ہیں۔ اگر سنت خلفائے راشدین سے
 یہ مراد ہوتی کہ خلفا کا قول و فعل خواہ وہ افواج و مول الثقلین ہو یا مخالف و سنت ہی
 ہے تو ابن مسعود و غیر تمام صحابہ کے منہ سے اپنے مذہب کی غیاد و تبلیغ ہوتی تھی پس
 اور غم نہ کھاتے اور کبھی فعل خلفا پر ناراض نہ ہوتے۔ دوسری حدیث مسلم بن
 اسلم پر آئی ہے عن ابن عباس قال كنت جالسا عند ابن عمر رضي الله عنهما فحدثنا
 عن رجل فقال انما نطقوا بالحب قبل ان ياتي الموقف فقال نعم فقال
 فان ابن عباس يقول لا نطق حتى تاتي الموقف فقال ابن عمر فقال لا
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قط ان بالبيت قبل ان ياتي الموقف فقال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم احق ان نلحقا وبقول ابن عباس رضي الله عنهما
 ان كنت صادقا يعني وبره نے کہا کہ میں ابن عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا
 اور کہا کہ کیا مجھے طواف کرنا قبل عرفات کے درست ہو ابن عمر نے کہا کہ ہاں کہنے
 کہا کہ ابن عباس تو یوں کہتی ہیں کہ جب تک عرفات میں نہ جاوے تب تک طواف نہ کرے
 ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف
 کیا عرفات میں جانے سے پہلے تو رسول اللہ کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس کا اگر
 کہہ چاہتے۔ یہ جو فرمایا ابن عمر نے اگر تو سچا یا نڈا ہے یعنی اگر تو یا نڈا رہی
 میں چاہے اور نبی پر یقین ہے طواف رکھنا ہے تو رسول کا قول شریف ہوتے
 ہوئے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نہ کرے ابن عباس ہوں یا ان کے والد
 عباس کیون نہوں اس سے معلوم ہوا کہ رسول مصدوم کا قول فعل ہوتے ہوئے کیسے
 قول پر چلنا خواہ صحابہ ہوں یا امام یا مجتہد یا کوئی پیر و مرشد وغیرہ یہ سچے ایماندار
 کا کام نہیں ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے طواف
 ہو جانے اور پھر از سر توحج کے لیے احرام باندھنے کو منع فرماتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ
 ان کے مخالف تھے بلکہ ترمذی میں ہے کہ عبداللہ بن عمر بھی اس سلسلہ میں باپ کے

مخالف تھے کسی نے عبداللہ بن عمر سے اسی متع کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے جائز فرمایا پھر
سائل نے کہا کہ تھا کہ باپ حضرت عمرؓ تو منع کرتے تھے اسکے جواب میں عبداللہ بن
عمرؓ نے کہا کہ بھلا اگر ایک کام کو نبی خدا نے کیا ہوا اور میرے باپ نے منع کیا ہو تو کو رسول
اللہؐ کا اتباع کیا جائیگا یا میرے باپ کا اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمرؓ زبانی یہ منہ
کی حالت میں بھی جہنمی کو تمیز کرنے سے منع کرتے تھے جہنمین صحابہ انکے مخالف رہے بلکہ
ان کی اس بات کو ائمہ مذہب سے بھی کسی نے قبول نہیں کیا۔
تمام ہوا رسالہ حصول النقا باختصار

خاتمہ الطبع

احمد لکھ کہ یہ رسالہ البیروتی مولف جناب فخر الحکام دام ظلہ جو مدت سے نایاب و نغمی مرتبہ
طبع ہوا اور اسکے ساتھ بطور ضمیمہ خلاصہ رسالہ حصول النقا بھی طبع کیا گیا جو مولوی مبارک علی
صاحب المحدثات کا رسالہ ہے اور پہلے مطبع انصاری میں چھپ چکا تھا مگر چونکہ اس رسالہ
میں بھی کلوخ لینا بدعت عمری قرار دیا گیا ہے اسلئے بغرض فائدہ عوام و خواص بطور
ضمیمہ طبع کیا گیا۔ جس سے امید ہے کہ ناظرین بہت مسرور ہوں گے اور اس بدعت کو
ترک کریں گے۔

اصل رسالہ میں ایک حرفت کا تصرف نہیں کیا گیا البتہ بعض فقرات ضروری باتیں
حذف کر دی گئیں جن میں زیادہ تر وہ سنہ و تراویح ہیں جو فرقہ اشخاص و المحدثات میں
ہوا کرتی ہیں بعض مطالب ایسے بھی ہیں جو فرقہ شیعہ کے مخالف ہیں مگر ان سے اسوجہ
نہ تعرض کیا گیا کہ مولف اسکا فرقہ المحدثات کا ایک عالم ہے اور اس فرقہ کے
عقائد و حالات معلوم ہیں۔

اس رسالہ کے طبع کی ایک خاص ضرورت یہ بھی تھی کہ رسالہ الجمرہ نے چونکہ
عام طور سے فرقہ المحدثات کی بنیاد کو ڈھیلی کر دی جس سے اُنچوں کو بھی معلوم ہونیکا
کہ ان لوگوں کا دعویٰ اتباع حدیث محض زبانی ہے ورنہ اصلی مذہب انکا دہری ہے

تفہیم القرآن

جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا اختراعی مذہب تھا اسلئے بعض حضرات کو رسالہ کلوح
سے ایک خاص طرح کی کاوش پیدا ہوئی جس پر چند محل اعتراض بھی بطور رسالہ کے
شائع کیے اور نام اکادمی الجہلہ رکھا جسکا جواب بھی فوراً تحریر ہوا۔ مگر
بد انتظامی مطبع سے اسکے طبع کا سامان نو سکا اسلئے میں نے اس رسالہ حصول
النقاد مولفہ مولوی مبارک علی صاحبہ الحدیث کا خلاصہ شائع کیا تاکہ فرقہ اہل بدعت
کو معلوم ہو اس کلوح کا بدعت ہونا ایسا واضح امر ہے کہ خود علماء سے اہل حدیث
بھی اسکے قائل ہیں اور مخصوص رسائل میں مادہ میں لکھ چکے ہیں تو اصل مسئلہ
گو یا محقق ہو چکا کلوح لینا بدعت ہو اہل بدعت کے نزدیک بھی بدعت ہو
رہی وہ دریدہ دہنی جو رسالہ دہلی الجہلہ میں کی گئی ہے اور اسکے لائق
مستند نے اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے پس در حقیقت اس کا جواب یہی ہے کہ
کہ جواب نہ دیا جائے۔ مگر ناظرین مٹھن رہن کہ عنقریب وہ جواب بھی شائع ہو گا کیونکہ
اصل رسالہ بدعت سے مکمل ہو اور اسکا نام الحمد للہ لادھی بلکہ ہو اس رسالہ میں تنزیہ
و ستائش کا خاص طور پر التزام کیا گیا ہے تاکہ تمام عالم کو فرقہ اہل بدعت
کی تھنایب بھی معلوم ہو اور اسکے ساتھ فرقہ حقہ شیعہ کا صبر و تحمل
بھی بہر حال چونکہ مقصود اصلی اس رسالہ کا خیر خواہی اہل اسلام ہے
کہ وہ کلوح کو ترک کر کے پانی سے استنجا کریں جو سنت رسول
ہو اور اہل اسلام ملتیں ان کہ اعصاب و رخصہ
کو ترک کر کے حق کی طرف راجع ہوں واللہ
بالغامرہ واللہ یمہدای من یشاء
الحی صراط مستقیم

محمد حیدر

منیر مطبع اصلاح

فہرست کتب موجودہ فترہ صلاح

دفتر صلاح ملک آباد سے قائم ہے جس سے ماہوار رسالہ اسلام شائع ہوتا ہے سالانہ اس رسالے آج تک
چھ اسلامی خدمت کی ہے اور راجہ کی ہدایت اور اس کی کوششوں کے باعث ہونے لگا۔ فضل خداتہ اشاعت
اسکی روز بروز بڑھتی ہے۔

الشمس بھی ملک آباد سے جاری ہے جو ہفت روزہ ہے اور ہفت روزہ اسلام شائع ہوتا ہے اسکی غرض صرف تشریف
قرآن سے بحث کرنا ہے بین بین بلدین اسکی شائع ہونے لگی اور تمام دنیا کو معلوم ہو گیا کہ فترہ اسلامت کو
کیسے طبع کا واسطہ قرآن حکم دینا اصول دین میں اسکی متابعت کرنا دین میں یہاں تک
کہ نماز میں بھی توبہ و کفیل کا پڑھنا اور گناہوں کی توبہ اور قرآن کو اگر نماز میں پڑھیں تو جس طرح کی
چاہیں تشریف لکھیں سب جائز ہے۔

ان دو ماہانہ رسالوں کے علاوہ صد کتب و رسائل اس دفتر سے شائع ہو چکے ہیں جو حق کی حقیقت تمام عالم
پر ظاہر کر دیا۔

ذوالفقار حیدر جلالی صاحب نے اپنی کتاب "توحید و توحید" کے تحت حالات و وجہ پرکھ کر توحید خدا و یاد
تشفیٰ الہیہ کے تحت "توحید و توحید" کے تحت حالات و وجہ پرکھ کر توحید خدا و یاد
اور تمام الہیہ کی ناموسیت و خارجیت اور توحید الہیہ کی شہادت کے منظر و منظر سے عاجز ہیں۔ اس تحقیقات
سے لکھے گئے ہیں اور توحید خدا و یاد کی ہے۔

کے توحید و توحید کے تحت حالات و وجہ پرکھ کر توحید خدا و یاد
تشفیٰ الہیہ کے تحت "توحید و توحید" کے تحت حالات و وجہ پرکھ کر توحید خدا و یاد
اور تمام الہیہ کی ناموسیت و خارجیت اور توحید الہیہ کی شہادت کے منظر و منظر سے عاجز ہیں۔ اس تحقیقات
سے لکھے گئے ہیں اور توحید خدا و یاد کی ہے۔

شاہیقین فن مناظرہ کو ضروری ہے کہ ان کتابوں کو بغور و فکر میں اور بوجہ میں کہ زبان اردو و سلیس میں ایسا ذخیرہ
اور اس تحقیقات سے نہ آج تک جمع ہوا ہے نہ آئندہ ۱۵۰۰ میں ہے۔

